

افغانوں کی نسلی تاریخ

مصنف
خان روشن خان

ترجمہ
روشن خان اینڈ کمپنی پرائیویٹ
لیمیٹڈ

جونا مارکیٹ، بہاول پور، کراچی ۷۴

فہرست

۵	روضہ خان	عرض حال
۶	مدرسہ دینی شاہین	پیش لفظ
۱۱	مصنف	افغانوں کی نسلی تاریخ
۱۲		آریہ یا ابتدائیوں کی تاریخ پر ایک نظر
۱۸		آریہ نسل کی کئی حقیقت نہیں
۲۲		آریوں کی تاریخ کے چند اہم پہلو
۲۶		ایک اہم نکتہ کا اعلان
۲۸		آریوں اور افغانوں میں حد فاصل
۲۹		بنی اسرائیل کا اہم امتیاز
۳۰		آریہ ورت کا حدود اربعہ
۳۲		دیہی اور مدنی دور کے ہندوستان کا نقشہ
۳۳		آریوں کے عقائد ان کی اپنی نظر میں
۳۶		قوم افغان
۳۸		افغان بنی اسرائیل میں
۴۴		ایک ضروری وضاحت
۴۵		تحقیق مزید
۴۵		ایک تاریخی حقیقت
۴۶		ایک یہودی سیاح
۴۹		قدیم ترین تاریخ
۴۹		۱۸۵۱ء کا ہندوستان اور تاریخ پشاور

تصنیف	افغانوں کی نسلی تاریخ
معصوف	روضہ خان
ناشر	روضہ خان اینڈ کمپنی جوڑا مارکیٹ پھولی چوک کراچی نمبر ۲
اشاعت اول	اگست ۱۹۵۱ء
تعداد اشاعت	تین ہزار
اشاعت دوم	اپریل ۱۹۵۲ء
تعداد اشاعت	دو ہزار
اشاعت سوم	ستمبر ۱۹۵۲ء
تعداد اشاعت	دو ہزار
طابع	مکتبہ رشیدیہ (المنزل پرنٹرز)
قیمت	پانچ روپے

ملنے کا پتہ

روضہ خان اینڈ کمپنی (سمباکو ڈپلیر)

پھولی چوک جوڑا مارکیٹ، کراچی ۲

شیخ سعد اللہ سرمد بنی اسرائیلی
 اخون سالاک و اخون سپاک
 اخون پیخود اخون درویشہ
 بایزید انصاری و اخون درویشہ
 عبدالواحد افغان بنگرانی
 عبداللہ قصوری خویسکی
 میان عمر چکنی
 اخون محمد خان محمد زئی
 حافظ رحمت خان و عبدالسلام خان
 امیر عبدالرحمن خان
 مولانا غلام حیدر
 سلطان احسان الحق
 چند دیگر اہم تاریخ
 ایک اور اعتراف حق
 چند مزید حوالے
 اسرائیلی انبیاء
 تاریخ انبیاء کا ایک اہم نکتہ
 زبان
 حرف آخر
 تذکرہ ایک عالم اور محقق کی نظر میں
 تذکرہ ایک ادیب اور صحافی کی نظر میں
 اعتراف خدمت — ایک خط

۵۴
 ۵۴
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۸
 ۵۸
 ۵۹
 ۵۹
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۴
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال -

مجموعہ افغان کی بے حس پر غور کرتے ہوئے دل خون کے آنسو روتا ہے لیکن اب کچھ دیر
 سے اس کی اپنی قوی تاریخ سے دلچسپی، فکری تغیر اور ایک نئی زندگی کے آثار دیکھنا ہوں
 تو خوش ہوں ہے۔ اور اپنی شہساز کا مددگار اور اس کے موضوع سے دلچسپی نئے قوی زندگی
 کے آثار دیکھنا فکری تغیر کی ایک واضح مثال ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے
 کہ قریب قریب حافظ رحمت خان کے پشتو ادبی پیش کے بعد دوبارہ ادبی پیش آؤد تذکرہ (پیشانی)
 کی اصلاح سے اور ان کی تاریخ کا پہلا ایڈیشن کی حصول ہوا تھا مگر کیا اور دوسرے ایڈیشن
 کا انتظام کرنا پڑا
 اور اپنی کے مذکورہ جیل کا موضوع بحث پر تھا کہ افغان نسلا کس خاندان
 کی طرف سے تعلق رکھتے ہیں، اس مسئلے میں جو کتاب خیال میں ان پر بحث اس مقالے
 میں آگئی ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے اس حقیر کے خیالات کو اپنی
 علم و انفرادی کی تاریخ کا ذوق رکھنے والوں میں پذیرائی بخشی اور انہوں نے اس بات
 کا اعتراف کیا کہ یہ مقالہ شائع کیا جائے۔
 میرے نزدیک تحقیق و تصنیف کے دو انداز ہیں۔ ایک حسب کسی قوم کی تاریخ پر
 اندازہ لگانے کی بھی انداز سامنے آئیں گے۔
 ایک اور ہے کہ تاریخ کی اس طرح دیکھا جائے کہ اچھا بیاں اور خوبیاں تو حسب
 ان کی جائیں اور قوی تاریخ کے کمزور پہلوؤں اور خامیوں کو تسلیم کر کے انکار
 نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ نقطہ نظر غریب ہے۔ لیکن جب یہی قلم غیر انصاف پسند اور تعصب
 سے پاک کہ انہی میں پہنچ جاتا ہے تو وہ تاریخ لکھنے وقت اس قوم کی کمزوریوں اور

مردان فضل معبود
 محمد شفیع صاحب
 محمد علی خان بریل
 سابقہ دفاتر وزیر تعلیم پاکستان

خامیوں سے اسے لای کرتا ہے اور قوی تاریخ کی بائبل ایک دوسری تصویر پیش کرتا ہے۔
 انسانی کہ پتھروں کی تاریخ کے ساتھ یہ ظلم بھی روا رکھا گیا ہے۔
 حقیقت یہ ہے کہ یہ انداز تحقیق و تصنیف انتہا پسندانہ ہے۔ اس طرح خواہ
 کتنی ہی خواہش کرتا ہیں چھاپ لی جائیں لیکن اہل علم و اصحاب عدل میں یہ انداز پسند
 نہیں کیا جاتا۔ میں اپنے قارئین پر یہ بات واضح کر دیتا چاہتا ہوں کہ یہ میرا انداز تحقیق
 اور تصنیف نہیں ہے یہ پتھروں کی قوی تاریخ کی جہاں ایک عظیم الشان روایت
 اور ہمارے اسلاف کے بے نظیر کارناموں اور بے مثال میراث کا تعلق ہے میں اسے
 اپنی قوی میراث سمجھتا ہوں اور اس پر فخر کرتا ہوں اور جہاں تک قوی تاریخ کی خامیوں
 کو درپہل اور کوتاہیوں کا تعلق ہے اور جو بائبل تاریخ سے ثابت ہیں میں ان سے
 انکار نہیں کرتا۔ میں ان سے سبق حاصل کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ قوم کے نوجوان
 بھی ان سے عبرت حاصل کریں۔

۲۔ دوسرا انداز خاص علمی و تاریخی ہے۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی تاریخ
 صرف عظیم الشان واقعات و فتوحات سے بھری ہو اور اس قوم میں کسی قسم کی اخلاق
 سیرت اور فکر و عقیدہ کی کوئی خالی اندک اور پیلون نہ ہو۔ لیکن ایسی بھی شاید ہی کوئی قوم
 ہو جس کی تاریخ صرف پتھروں کی تاریخی ہوا اس کا دامن فکر و عمل ہمیشہ اور ہر طرح کی
 غموں سے خالی رہا ہو۔ واقعہ یہ ہے اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہر قوم کی تاریخ
 مختلف نشیب و فراز سے گزرتی ہے۔ اچھے اور بُرے دن سب پر آتے ہیں فتوحات
 کے ساتھ شکستوں سے بھی ساتھ پڑا ہے۔ حالات کی اسی الٹ پھیر کی طرف قرآن
 نے نمک الایام لدا اولہا میں الناس رشتہ۔ ہر حریت کے اوقات ہیں جن میں ہم انسانوں
 میں اوجھڑا دھم مچاتے رہتے ہیں۔ ۱۳۔ ۱۴ کے خطاب میں اشارہ کیا ہے۔ پس
 حقیقت پسند شخص وہ ہے جو کائنات کی اس سچائی کا انکار نہ کرے۔

الحمد للہ امیر نقطہ نظر بھی ہے۔ قرآن اور اس کی بیان کردہ تمام حکمتوں پر میرا
 ایمان ہے۔ میں اس دائمی عالم گیر اور قدیم سچائی سے انکار نہیں کرتا لیکن قرآن نے

جو قدیم اقوام کے حالات بیان کیے ہیں ان کا مقصد بھی یہ بیان کیا ہے کہ موجودہ اور
 اس کے مخاطب انسان و اقوام ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ وہ شخص بھی
 جو قرآن حکیم پر ایمان نہیں رکھتا، سو چے کہ اگر کسی تاریخ (تذکرہ سے لوگ اپنی زندگی
 کی راہوں کو روشن کر سکیں تو تصنیف و تحقیق کی شہادت کا فائدہ کیا و پس جہاں
 اس مقالہ کی تحریر میں میرا نقطہ نظر خاص علمی اور تاریخی ہے وہاں اپنے مطالعہ و تحقیق کے
 اس قرآنی مقصد کو ترک کر دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ اسی جذبے کے تحت میں نے اس
 مقالہ کی شرافت کا فیصلہ کیا ہے کہ قوی تاریخ کے مطالعے سے قوم کے نوجوان فائدہ
 اٹھائیں۔

اس مذکور سے میں خود میرے مقالے پیش کیے گئے تھے یہاں ان کے بارے میں کرنی
 اظہار خیال کرنا جس پر تامل و غور پڑتا ہے اور غرض کروں گا کہ بعض حضرات قیاسات سے
 کام لیتے ہیں اور اسے نہ صرف تاریخ کا نام دیتے ہیں بلکہ ان سے تاریخ کے غیر مشتبہ
 واقعات اور مشفق علمی روایات کی تردید کا کام لیتے ہیں۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ
 بعض اوقات قیاس کو بھی دخل دینا پڑتا ہے لیکن قیاس کی بنیاد پر تاریخ اور صدیوں پر
 پھیل ہوئی کسی قوم کی تفق علیہ روایات کی تردید نہیں کی جاسکتی۔ اگر صدیوں پہلی تاریخ
 کو قیاس کی بنیاد پر رد کیا جائے تو جو چیز رکھنا چاہیے کہ دنیا کی بہت سی قوموں کے دامن میں
 یہ سچ کا کوئی سرمایہ اور کوئی غلبہ باقی نہیں رہتی۔ انسان کی ہر نگہ کو بھی غلطی اور غلطی
 کا امکان ضرور ہوتا ہے۔ سچی اس حیرت انگیز کو بھی اس سے میرا نہیں سمجھتا لیکن خدا شاہد ہے
 کہ میں نے اس کی بچے میں اپنے بہترین مطالعے اور تحقیق کو پورے اختصاص ملک اور دیانت
 سے مشتبہ کیا ہے۔ اگرچہ انکار و تحقیقات سے قوم کی ایک چھوٹی سی جماعت اور چند
 اور علمی اہل علم و انجائیں قریں سمجھوں گا کہ میری محنت کا صلہ مجھے مل گیا۔

اس کتاب کی شائع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قوم کے نوجوانوں میں
 اس کے مطالعہ کا ذوق بھی پیدا کرے اور اسلاف کرم کے دینی انکار اور پاکیزہ سیرتوں میں
 انھیں اپنی زندگی کو صرف کرنے کی توفیق بھی بخشنے۔
 روشن خان
 ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء

پیش لفظ

محمد پرورش شاہین ایم۔ اسے لادو (ایم) کے لیتو ایم۔ اسے (تاریخ)

ریسرچ سنٹر، منگلور، ممبئی

دار پر پل شدہ کو اکبر حیات کا کاخیل اور جناب اعجاز یوسف زئی نے بعد نماز جمعہ کیونٹی سنٹر ڈی، مروان میں ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا تھا۔ اس کے مہمان خصوصی میاں سید رسول رتسا ساہی ڈاکٹر کپڑو اکیڈمی پشاور پونیورسٹی، پشاور تھے اور مذاکرہ کی صدارت کے فرائض سید تقویم الحق کاخیل پرنسپل گورنمنٹ کالج، پشاور نے اہتمام دیئے۔

مذاکرہ کا موضوع پٹھانوں کی نسل تاریخ تھا اور مصدقہ لینے والے اہل علم و نظر میں سید بہادر شاہ ظفر کا کاخیل، قاضی عبدالعلیم اثر اور مدد شاہ خان تھے اور تینوں حضرات گریڈ تاریخ کے تھے۔ کاتب نگار اور لفظ ہائے نظر کے ترجمان تھے۔ تینوں حضرات نے زبان انظہار خیال کے بجائے میں مقولہ میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خوش قسمتی سے میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس مذاکرہ میں شرکت کی تھی اور تینوں اصحاب نگار کے مقالات سننے کا موقع ملا تھا۔

سید بہادر شاہ ظفر صاحب کا نظریہ تھا کہ پٹھانوں کا تعلق آریوں کی نسل سے ہے۔ اس کے برعکس شاہی روشن خان کی تحقیق یہ ہے کہ پٹھان بنی اسرائیل ہیں اور تاریخ نگار کے ملے واقعات اس پر شاہد عمل ہیں۔ جب کہ عبدالعلیم اثر صاحب کا موقف یہ تھا کہ پٹھان بنی اسرائیل بھی ہیں، پشتون بھی اور آری بھی۔ کسی ایسے مسئلے میں افکار و تحقیقات پر صرف ایک مجلس میں مقالات کان کر فوراً فیصلہ کر دینا کہ کیا صحیح ہے اور کیا ناحق، ممکن نہیں ہوتا اور اگر کوئی فیصلہ کر بھی دیا جائے تو اس کی صحت عمل نظر رہتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سید بہادر شاہ ظفر نے سید تقویم الحق کا کاخیل صاحب نے اس قسم کا عاجلانہ فیصلہ کر دینے سے گریز کیا۔

یہاں ان افکار و تحقیقات پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں لیکن اتنا کہنا ضروری ہے کہ مسلم اور غیر مسلم مورخین اور محققین کے اعتراف و تحقیق کے مطابق آریہ تو خود کسی ایک نسل سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ مسلم طور پر وہ ایک "کلچرل گروپ" ہیں۔ ایسی صورت میں اس نظریے کو کیوں کر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ پٹھانوں کا نسل تعلق آریوں سے ہے۔ رہا یہ موقف کہ پٹھان بنی اسرائیل بھی ہیں اور آری بھی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے، اس موقف کو اس وقت تک قبول نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ پٹھان خود ایک "نسل وحدت" کے بجائے ایک کلچرل گروپ ہیں۔ لیکن کیا پٹھانوں کی تاریخ کے مسلسل اور غیر مشتبہ واقعات سے انہیں بند کر کے اس موقف کو تسلیم کرنے کی کوئی حقیقت پسند برائت کر سکتا ہے؟

اس مذاکرہ میں روشن خان نے پٹھانوں کے بنی اسرائیل ہونے کے نظریے پر اپنی تحقیقات پیش کیں۔ چنانچہ کہ یہ کتابچہ خان صاحب کی اپنی تحقیقات پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں کوئی رائے دینے کے بجائے اس کا فیصلہ تاریخ کے تاریخی ذوق پر چھوڑتے ہیں۔

اس موقع پر روشن خان نے یہ پیش کش کر کے سامعین کو بہت مسرور کیا کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں کہ تینوں مقالوں کو اردو اور پشتو دونوں زبانوں میں الگ الگ دو کتابچوں میں چھاپ کر شائع کر دینے کا انتظام پشتو اکیڈمی پشاور کر دے اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جائے۔ خان صاحب نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ اس انتظام کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب خاص سے برداشت کریں گے۔ انہوں نے حاضرین نے خان صاحب کی اس پیش کش اور اعلان کا استقبال نہایت خوش تالیوں سے کیا۔

اس اعلان کے ساتھ ہی روشن خان صاحب نے اپنا مقالہ اسی وقت صاحبان کے حوالے کر دیا لیکن دوسرے دونوں مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات کو خان صاحب کے حوالے کر دینے سے احتراز کیا۔ حاضرین خان صاحب موصوف کے اس

جرائد مندانہ اعلان و پیش کش سے بہت مخلوط ہوئے۔ انہوں نے اسی وقت
تینوں مقالہ نگاروں کے اپنی اپنی تحقیقات اور نظریات پر ان کے اہتمام یا
تذہیب کو بھی محسوس کر دیا۔

روشن بخان صاحب نے صاحب صدر کی اجازت سے اپنے مقالے کی
کچھ نوٹ اسٹیٹ کا پیاں حاضرین میں تقسیم کر دی تھیں لیکن ضرورت اس بات
کی تھی کہ یہ مقالہ بڑے پیمانہ پر شائع ہو اور اردو اور پشتو دونوں زبانوں
کے اہل علم و تاریخ کے شائقین خصوصاً پٹھانوں کی تاریخ کا ذوق رکھنے والے
حضرات تک پہنچانے کا سروسامان کر دیا جائے۔ چنانچہ اس وقت بھی متعدد
حضرات نے اس ضرورت کی طرف خان صاحب کی توجہ دلائی اور بعد میں ہیشمار
خطوط میں ان سے اس مقالے کی اشاعت کے لیے اصرار کیا لیکن انہیں انتظام
تھا کہ دوسرے حضرات کے مقالے بھی موصول ہو جائیں اور ان کی اشاعت
پشتو اکیدی کے زیر اہتمام ہو لیکن اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی جب یہ امید
بہ آئی نظر نہ آئی تو انہیں اپنا یہ مقالہ شائع کر دینے کا فیصلہ کرنا پڑا لیکن
اس کی شاعت میں ان کی اپنی خواہش سے زیادہ اصحاب ذوق کا اصرار شامل ہے
اب جب کہ صرف یہی مقالہ مستقل حیثیت میں شائع کیا جا رہا ہے خان
صاحب نے بعض مقامات پر چند اہم اضافے بھی کر دیئے ہیں اور آخر میں بھی
بعض ضروری مباحثہ برپا کر دیئے ہیں۔

امید ہے کہ اہل علم خصوصاً پٹھانوں کی تاریخ کے مطالعہ کے شوقین اس
مقالے کو پسند فرمائیں گے۔ وہ حضرات بھی جو بذات خود ۱۹۸۱ء کے
مذکرہ میں اس مقالے کی سماعت کا لطف اٹھا چکے ہیں اور جنہوں نے اس
مقالے کی نوٹ اسٹیٹ کا پی مطالعہ کر کے اس نظر ثانی و اضافہ شدہ حالت
میں مقالہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ پائیں گے۔ لیکن خان صاحب کے بقول
ان کی آرزوؤں کا مرکز و ثقل نسل اور قوم کے نوجوان ہیں۔ بلاشبہ وہ ان افکار کی
معنویت پر غور کریں اور انہیں سمجھیں۔ (پرویش شاہین)

افغانوں کی نسلی تاریخ

جناب صدر اور معزز حاضرین !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

انتہائی تحقیق اور جستجو کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بلا شک و شبہ
پٹھانوں، پشتونوں، دوہیلہ، سلیمانی، پٹھان اور افغان سب ایک ہی
قوم کے مختلف نام ہیں اور یہ ان گشتہ و سرانہیوں کی اولاد ہیں جنہیں
شوروں اور باہل وادیوں نے ہادی بادی شام کے علاقوں سے مشرق کی طرف
جہاد میں کیا تھا اور جن کا ذکر کتاب مقدس اور کئی دیگر مشہور تاریخی
کتابوں میں آکر آتا ہے۔ افغان یا پٹھون کو آپ کسی بھی نام سے یاد
کرنا وہ اصلاً سچی ہیں اور ان کا تعلق ابراہیم علیہ السلام کی نسل
سے ہے۔ یہی وہ قوم ہے جو پہلے شریعت موسوی پر قائم تھی اور
جب دولت عیسوی کا ظہور ہوا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور جب
خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ کی
بدولت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی آخری سعادت ظاہر ہوئی اور حضورؐ نے
اسلام کو دنیا کو دعوت دی تو قوم افغان آپ کی جدتے حق پر لبیک
کہتے ہوئے مشرت بہ اسلام ہو گئی۔ اور دین اسلام کی تبلیغ میں کوشش
و جدوجہد کرتے ہوئے اُسے دنیا کے دور دراز ملکوں تک پہنچا دیا۔
اس میں اس قوم کے نوجوان اس نکتہ کو سمجھ سکیں کہ یہ اس کی قومی خصوصیت
اور اس کے جذبہ جہاد کا تقاضا ہے۔ یہ پٹھانوں کی وہ مشن تاریخ ہے جو
صلوں و اہل جہاد ہے اور اس کا کوئی گوشہ تاریکی میں نہیں۔ اس
کی تاریخ کا ہر دور اور اس کے واقعات روز روشن کی طرح نمایاں ہیں

آریہ یا ہندوؤں کی قدیم تاریخ پر ایک نظر

ڈاکٹر گتادل بان لکھتے ہیں کہ :-

"لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنی نہیں رکھتا۔"

اور پھر وہ "ہندوؤں میں تاریخ کی کئی کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ :-

"ہمیں تحقیق کی کمی ہے جس کی وجہ سے آج ہزاروں جلدوں

میں جو ہندوؤں نے تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف

کی ہیں، ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں

ہے۔ اس زمانہ کے کسی واقعہ کو معین کرنے کے لئے ہمیں

بائبل ہیرونی چیزوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی

کتابوں میں ان کی عجیب خاصیت ہر چیز کو غلط اور غیر فطری

صورت میں دیکھنے کی نہایت متبعی طور پر پائی جاتی ہے اور

انسان کو اس خیال پر مجبور کرتی ہے کہ ان کا دماغ ہی

شیر تھا ہے۔" (تمدن ہند)

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آریاؤں کا تیسرا جتھا

مشرق کی طرف چلا، لوگ راستہ کی تکلیفیں برداشت کر کے اپنے دیال و

اطفال کے ہمراہ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر پہنچے۔ عرصہ دراز

تک دریائے سندھ پر سکے رہے۔ یہاں اس علاقے میں اس وقت کالی

نسل کے لوگ یعنی کول اور دراوڑ آباد تھے۔ ایرانیوں نے چار ہزار

سال قبل ان کا نام ہند رکھا تھا۔ "ہند" ایرانیوں کے ہاں بمعنی

سیاہ کالا تھا۔ جیسا کہ حافظ شمس الدین شیرازی کا ایک شعر ہے :-

اگر آں ترکہ شیرازی بدست آرد دل مارا

بھال ہندیش بخشم سمرقند و بخارا را

کول اور دراوڑ کا مرکزی مقام انہیں کے سبب سے سیاہ یعنی ہند کے

نام سے مشہور تھا۔ اور ہند کے قریب لاہور (لاہور) بھی ان کا صدر مقام

تھا۔ اور یہاں ان کی انتظامیہ راکرل تھی۔ مقصد یہ کہ ہند (روس ہند) اور

لاہور (لاہور)۔ پشاور سے مشرق کی طرف ۵۶ میل یا ۵۷ فرسنگ کے فاصلہ

پر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر واقع تھے۔ یہ دونوں شہر آریوں کی

آمد سے قبل موجود تھے۔ آریوں کے یہاں پہنچتے ہی ان سے مدد پھر ہوئی۔ مختصر

یہ کہ آریوں نے کول اور دراوڑ سے دریائے سندھ کے مغربی علاقہ پر جہاں

ان کی بود دہائی تھی، زبردستی قبضہ کر لیا اور ان کو پنجاب کی طرف جلا وطن

کر دیا۔ آریوں نے کول اور دراوڑ کے شہر "ہند" اور لاہور کو بھی مرکزی

مقام بنالیا۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک عام بڑا شہر آریا نا کے نام سے

آباد کیا۔ جو اس موجودہ وقت میں آریا نا کہلاتا ہے۔ "ہند" نام شہر میں

بادشاہ اور اس کے درکاران دولت کی رہائش گاہیں اور خصوصی مکانات تھے

اور تحقیق علم کا مرکز بھی یہیں تھا اور یہ شہر کلہ ہند تھا۔ آریہ لوگ پہلے

ہاوا، ہادی، میدی اور میڈی کے ناموں سے پکارے جاتے تھے

تھے، جب یہ خراسان اور اس کے متعلقہ علاقوں میں آکر بس گئے تھے۔ تو اس

یہ ہے کہ جلاوطن اسرائیلیوں نے ان کو آریہ نام دیا ہوگا۔ اسی کی وجہ شاید یہ

ہو کہ یہ لوگ آگ کے پجاری تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ان کو آریہ کے نام سے

یاد کیا ہوگا۔ آریہ کا مطلب آگ والے یا آگ کے پجاری ہے۔ اور یہ لفظ

ہے۔ پشتو میں آگ بمعنی آگ اور لفظ "ن" نسبت کے لئے آتا ہے جیسا کہ

پنج۔ مانگین۔ خاورین وغیرہ۔ معلوم ہے کہ آریہ نام کا شہر حضرت ابراہیم

کا مکان تھا، اس شہر میں آگ کی پرستش کی جاتی تھی۔ اور اس شہر میں ہمیشہ

ان دنوں اسرائیلیہ کا بادشاہ ناحم تھا اور یہود کا بادشاہ عزریا تھا۔ اس کے بعد بھی اپنی اسرائیل کی جلا وطنی کا یہ سلسلہ جاری رہا تھا۔ جو اس واقعہ سے ایک سو اسی سال کے بعد بخت نصر کے ہاتھوں بیت المقدس کی تباہی سپہ ختم ہوا۔ اور ان اسرائیلی جلا وطنوں کی بدولت ۱۰۰ قبل مسیح کے بعد سے آریہ لوگوں میں لکھنے کا رواج بھی شروع ہوا۔ الغرض ان کے آنے سے میدیوں یعنی ان آریہ لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہوئے کیونکہ اس وقت آریوں کی حالت خراب تھی۔ اس واسطے میں فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤ لیبان کا بیان اس کی اپنی تصنیف "تمدن ہند" میں یوں درج ہے کہ ان میں مطلق کسی قسم کے سیاسی نظامات یا ذات یا حکومت نہ تھی۔ ان کی معاشرت کی بنیاد خاندان پر تھی۔ اور سادی قوم ایک تھی۔ اور اس میں بالکل مذہب نہ تھے۔ ہر ایک خاندان کا باپ خود ہی پر وہبہ اکاشکار اور سپاہی تھا۔ یہ مختلف پیشے جو آگے چل کر ذات کی تقسیم کے باعث ہوئے۔ اس وقت ملے جلتے ہوئے تھے۔ رنگ وید کے برعکس دیوتا آگنی آگ کا دیوتا ہے۔ "سوم" تلمشی عرق ہے۔ جو اس کو تندہ کرنا ہے۔

اور اس کے برعکس اسرائیلی جلا وطن تعلیم یافتہ ہنرمند حکماء نبوی طیب اور ماہر نفسیات تھے۔ تمدن و معاشرت میں بہت آگے تھے۔ غرض یہ کہ جیسا کہ قرآن سے ظاہر ہے کہ ہر کام میں اسرائیلی جلا وطن ان کے استاد بنے۔ اور نیز ان مقامی لوگوں کو زندگی گزارنے کے اچھے طریقے سکھائے اور نظم و ضبط سے بھی واقف کرایا۔ اسرائیلیوں نے جہاں اپنے ملک شام کی طرح کوئی چیز یعنی دریا نہ تھا وہاں نہری نالہ اور علاقہ دیکھا تو اس کا وہی شامی نام رکھا۔ سیاست میں بھی ان جلا وطنوں کو بڑا دخل تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میدیوں اور پھر خورس کی سلطنت بننے میں انہی کا ہاتھ تھا۔ شوریوں اور پھر بابلیوں سے انتقام لینے کے جذبات بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں

ہر ایک کو نہ کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی جیسا کہ قصص القرآن جلد سوم ص ۱۱۱ پر درج ہے۔

۱۰ اپنی سرور و دل کا ایک وفد خورس کے پاس اس وقت پہنچا۔ جبکہ وہ اپنی مشرقی مہم میں مصروف تھا۔ خورس نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اور ان کو اطمینان دلایا۔ کہ وہ اپنی مہم سے فارغ ہو کر خورس باہلی پر حملہ کرے گا۔ اور ان کو باہلی کے ظالم اور عیاش بادشاہ سے نجات دلائے گا۔ خورس جب اپنی مہم سے فارغ ہو گیا۔ تو حسب وعدہ اس نے باہلی پر حملہ کر دیا۔

اسرائیلی تو اپنے آپ ہر فن مولا تھے۔ میدی یعنی آریہ لوگ ہمیشہ ان کے مخالف رہتے۔ اس کے علاوہ بنی امیہ خاندان کے عہد سلطنت میں جو در سو بیس سال سے مستحکم اور مضبوطی سے قائم تھا۔ اسرائیلی حاکم قوم کی شکل میں تھے۔ اس وجہ سے ان کی حیرات میں وزن تھا۔ اور جو نام رکھتے آگے قبول حاسم ہوتا اور جو نہ ہوتے روایت پاتا ان کی اپنی زبان سے آریہ لوگوں نے بہت الفاظ سکھے۔ اور ہر کام میں ان سے مدد لی۔ اور سبق حاصل کئے۔ اسرائیلی قوم اور ان کے انبیاء اس لحاظ سے میں دینی تبلیغ اور انہماکی کرتے۔ علم و فضل کے ایک تھے۔ کی صورت یہ تھی کہ اپنے ملک سے جلا وطن تھے۔ اور منتشر حالت میں آباد تھے۔ پھر بھی ان کی نفسیت اپنی جگہ قائم تھی۔ اور انہیں علمی اخلاقی برتری حاصل تھی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی وکیل۔ قاضی۔ عالم۔ حکیم یا ہر فی با کوئی ہنرمند شخص بادشاہ وقت کے قانون کی خلاف ورزی کے سبب جیل خانہ میں پھانسا تو ان کا علم و ہنر جیل کے دفاع سے ان پر نہیں رہ جاتا۔ بلکہ وہ علم و ہنر و غیرہ اس کے ساتھ جیل کے اندر ضرور لے جاتا۔ لہذا اسرائیلی خدا سے نافرمانی کے جرم میں تباہ و برباد ہوئے۔ اور غلامی کے سزاوار بن گئے۔ لیکن ان کی کج راہی اور علم و ہنر اس حالت میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس کے متعلق

قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَقَدْ اخْتَرْنَاكُمْ عَلَىٰ بَٰلَمِیۡءٍ ؕ اَصْلٰحِیۡنَ ؕ اَمْ اَمْوٰةٌ فِیۡنَہٗم
اور بلاشبہ ہم نے اپنے علم سے ان کو جہان والوں کے مقابلہ میں پسند کر لیا ہے
معلوم رہے کہ ہند کا نام آج کل پشتو زبان میں اندہ اور ہند زیادہ استعمال ہوتا
ہے اور انگریزی میں بھی اندہ لہجہ جاتا ہے۔ اس وقت سارے ہندوستان کو
اندہ یا اند اس کے باشندوں کو اندین کہتے ہیں۔ مگر گزشتہ دور میں یہ نام محدود تھا

آریہ نسل کی کوئی حقیقت نہیں

اس مسئلہ میں ایک نامور مورخ محمد مجیب مرحوم (۱) نے اسے آکسن پر دلیسر
تاریخ سیاست جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے اپنی تالیف "تاریخ ہندوستان"
دوسرے قسط (مطبوعہ شاہنشاہی پبلشرس) میں حیدر آباد دکن میں تفصیل کے
ساتھ آریوں کی نسل، زبان، مذہب اور ہندوستان میں ان کے آنے کی تاریخ اور
آریہ نام کی بحث کہہ ہے اور تاریخ کی نہایت مفید معلومات پیش کی ہیں۔ میں اپنے
دعوئی کے ثبوت میں ان کی تحقیقات سے چند ضروری اقتباسات پیش کرنا چاہتا
ہوں آریوں کی نسل کے متعلق محمد مجیب مرحوم لکھتے ہیں۔

"یورپ میں سنسکرت کا مطالعہ شروع ہوا اور اس کا پتہ چلا کہ
سنسکرت، ایرانی، لاطینی، یونانی اور جرمن زبانیں ایک اصل
سے ہیں۔ تو ہندو جرمانی یا ہند یورپی زبان اور تہذیب اور اس
تہذیب کو پھیلانے والی آریہ نسل کا تصور قائم ہوا۔ اصل میں
یہ تصور سبب بنیاد تھا۔ آریہ نسل کی کوئی حقیقت نہیں۔ وہ جہانی
خصوصیات جو آریہ نسل کی پہچان مانی جاتی ہیں۔ ان قوموں میں جو
اپنے آپ کو آریہ کہتی ہیں اس کثرت سے نہیں پائی جاتی ہیں کہ
ان کے آریہ ہونے کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے لیکن قومیت کے
پرستاروں نے اس مفیدیت کے ساتھ آریہ نسل کے گھس گھائے کہ

ایک دنیا دھوکے میں پڑ گئی۔ نسل کا لفظ اب اس قدر رائج ہو گیا ہے
ہے کہ غلط فہمی کے اندیشوں کے باوجود اسے ترک کرنا مشکل ہے
(صفحہ ۱۹)

"آریوں کے مذہب میں آگ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور آریوں
میں مورتوں (بتوں) کی پوجا کا رواج نہ تھا۔" (صفحہ ۵۳)
سنسکرت زبان کے متعلق ایک مختصر اشارہ نوادیس کے اقتباس میں آچکا ہے۔
اس سلسلے میں وہ مزید لکھتے ہیں

"سنسکرت ابجد کے ذرائع حروف ص و غیرہ اور کسی ہندو جرمانی
زبان میں نہیں ملتے۔ سنسکرت کے ہیئت سے الفاظ کا مادہ آریائی
نہیں معلوم ہوتا۔" (صفحہ ۵۴)

آگے مل کر آریہ نسل، ان کے وطن اور ان کی زبان کے بارے میں مزید حقائق
کو روشنی میں لانے میں اور فرماتے ہیں۔

"آریہ دور اصل کسی نسل کا نام نہیں ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ ہم اس
لفظ کو بالکل چھوڑ دیتے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو
ہندوستان میں آکر آریہ کہنے لگے۔ کوئی اور نام تجویز کر لیتے
مگر یہ اصطلاح اس قدر رائج ہو گئی ہے کہ اسے ترک نہیں کیا جا
سکتا اس لئے اسی سے کام لے لیا پڑتا ہے۔ غلط فہمی سے بچنے کی
یہ صورت ہے کہ ہم یاد رکھیں کہ آریہ سب گورے اور قد آور نہیں
تھے۔ سب کی ناک اونچی، بال سنہرے اور آنکھیں نیلی نہیں تھیں
انہیں آریہ صرف اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو آریہ کہتے تھے
آریوں کے اصل وطن کا پتہ چلانا مشکل ہے اب اکثر محقق اس پر متفق
ہیں کہ آریہ نسل کا گہوارہ دیارے ڈینیوب کی وادی تھی۔ یہاں سے
اس کے قبیلے ادھر ادھر جاتے رہے۔ وہ قبیلے جو ہندوستان پہنچے

رب وید اور سام وید کی تالیف و تدوین کے بارے میں سب سے پہلے یہ حقائق پر روشنی ڈال ہے۔

شادی کی رسوم و رواج کے بارے میں لکھتے ہیں :-
 ۱۔ "آریہوں کی عادات میں رسمیں مثلاً گھر کے کچھ مرکز میں مقام پر ہر وقت
 آگ جلتی رہتی اور دوہا دھن کا اس آگ کے گرد چکر لگتا تھا۔ (صفحہ ۱۴۹)
 درجہ چوتھی میں گھر میں بیجا کی آگ جلتی رہتی تھی۔ اور چڑھتے اور نکلنے کے
 لئے ضروری سامان مہیا کرتے تھے۔ (صفحہ ۱۵۱)"

۲۔ وہ لوہے کے ساتھ جڑت فرموا آئی۔ وہیں کا پتھر وہ لوہے کے ساتھ میں دیا جاتا۔
 دونوں چوہا کی آگ کے گرد حلیوت کرتے تھے۔ رصفہ ۱۷
 ڈرویں یا ہندوؤں کے تہذیبی و سماجی نظام کے، سے میں عجیب و غریب نے جو کچھ
 لکھا ہے وہ بہت اہم اور ذریعہ طلب ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

۴۔ یوں کہ زبور اور ان کے رسم خط کے بارے میں عجیب صاحب لکھتے ہیں۔۔

[illegible]

• بعد از مذہب عقائد کا مجموعہ نہیں بلکہ زندگی کا ایک نظام ہے۔

ہر جو شخص اس مقام کو قبول کرے وہ علقہ میں راہی کے ساتھ

انتخاب کر کے لکھو : ۱۲۵۹

۲۔ اگے سے دو: میں ہر پہلی انکار پسند می سے مراد تھے درستی کو جس

سے مندرسطح زندگی کو قبول کیا۔ سماج و مددہیبت میں داخل کر

۴۴۴۴۴۴۴۴

پہلے انگلیز، دوسرے بریتانوی، تیسرے فرانسیسی، چوتھے امریکی، پانچویں روسی، چھٹے جرمن، ساتویں جاپانی، آٹھویں سوویت، نویں چین، دسویں پاکستان، اسیں دیکھیں کہ یہ دنیا کیسے بدلتی جا رہی ہے۔

تاریخ سیاست جامعہ ملیہ اسلامیہ رمل کی تحفیں دیہی امت برادریہ مکتبہ

نے لکھی ہے۔ اس کے مرادیت یہ اُمید یا جیسا کہ ہم اس وقت سمجھا رہے ہیں۔

ایک پیر گھڑ پتہ :۔ محمد چنگل جو درویش

آریوں کی تاریخ کے چند اہم مقام

یہ بہت سستا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ یہ بہت سستا ہے ، یہ بہت سستا ہے ، یہ بہت سستا ہے

کا اہل حق سہل ہے مشہور ہے در مودعہ تازہ پیمہ شریعہ استقامت و ثبات اور پیدائش عالم

لے دو (میں نے) کہتے ہیں

یہ دوسرا بیان ہے کہ اگرچہ یہ لکھنؤ کے ایک شخص کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے، مگر اس کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔

مورخین نے دوسرے مصادر سے اس جنگ کے تفصیلات بھی مدلی تاریخ کا

معدہ بہنس۔ اس سے اکھیں صدمہ مستان کی مٹا رہی تھے چپوں دور

میں سے ملنا ممکن نہیں۔ ہمیشہ متفہم سے رہی وہ جس سے وہ اور پرانی

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنے ضروری کہ تاریخ کا کڑا سچا سہارا ہے اور ایک

مربوطہ تاریخ ہند نے کی کوششوں کو ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی کوئی کوشش قابل اعتبار و مستند تاریخ کو حمہ نہیں دے

میں نے یہی وجہ سے کہا کہ اس سے پہلے وطن ہو یا بیرونِ خرچ وطن پہ تحقیق کا تقاضا ہے

موسکال جب معدت مرال پر حد تو سکین کہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ پتہ صل

وطن سے نکلے کیوں تھے، اس سبب جو شکاکہ ریڈیوں کے بارے میں لکھے ان اسم چارٹرڈ ہو

ایک سطر ڈال جائے۔

۱۔ سہولتوں میں ریوں کی آمد کی تاریخ سے ماہیہ مورچین کی زمینوں نہ

موت دھانیوں کا ٹکڑہا پیوں کا فرق ہے تیار چھوٹے ہندوستان میں ان

کے آئینہ کار رہا۔ وہ جس جس کے گھر ٹھکانے پر رہیں، یہی مسیح بن گیا۔

سہ آریوں کے اصل وطن کے بارے میں مورخین اور محققین کے رہاؤں کا نام

سے اپنی مقبرہ، ریح مسد میں نقل کر دیئے ہیں۔ ان کا ہر ایک مشرقیوں کی بجائے ان

کے بیان کی دودھ و زرتیبا ہے سستی ہے

راہی، نقص کا بیان ہے کہ وہ فیوڈل کی ردی میں رہتے ہیں۔

(جب بعض مومنین کے خیال میں وہ ملکہ سی و ربہ یسایا کے سپرد ہے

اُسے بھی جرات حاصل دینا تھا۔

رج، بعض کے تیار کے مضامین کا اصل رنگ کیسی سہاں علاقہ تھا۔

رحمہ علیہا کہ سے جسے کہ وہ انہی پیشہ کے یا سدا کے جہاں کے رہا

کر کے وہ سیدوستان میں لایا اور مکتبے سے -

(۷) کچھ سوچیں گا وہ یہ دعویٰ ہے کہ اسی عہد و مساعیات میں ہر ایک کا سرے پہنچا

مکہ و ستریتہ جی سے تدریس کے لئے اس کے لئے

تمہارے چہرے پر اہل مات پر کورسین کا لگانا یہ کیا ہے؟

وہ اس وقت تک اس کے پاس ہی مقاموں پر تھے۔

خود را محبت سے پھر ہماری سہا سہا رہیں۔

Ganges river. They did not come as an invading army consisting of warriors only but as settlers with their families, herds of cattle and carts laden with their goods. They were divided into a number of tribes and clans, and they entered the lands of the north-west. In some cases the Dravida-Kolarian inhabitants attacked the Aryan language, religion and culture, but in others they were driven out and forced to migrate and the Aryans became masters of the territories.

History of Settlements.—The history of the settlement of various Aryan tribes in India from time to time and the Aryan culture and of the wars which the Aryans waged against the non-Aryans and among themselves is not well recorded, and it is impossible to give a connected account of the events of the Vedic Age. Scholars have, however, tried to collect facts scattered in the Vedic literature and Puranas and to connect them with the story of a continuous migration out of the region and traditions.

سوراریہ کی زبان کے بارے میں تازہ چند کلام یہ ہے۔

ان کی زبان میں کاشتہ قدیم ہندوستان سے ہونے والی
ہندوستانی زبانوں سے تیار۔

زبان کے شائق کا تازہ چند کلام یہ ہے۔

They speak a language which is connected with the ancient European languages like Greek and Latin, modern European languages like English, German, French and Russian, Eastern languages like Persian and the Indian Vedic Sanskrit and its branches, the modern languages of Northern India like Hindi, Urdu, Punjabi, Bengali, Gujarati and Marathi. To the parent language the name Indo-European or Indo-Germanic has been applied.

ان کی زبان سے تیار۔

آریوں کی تاریخ کے چند ہم پیشہ کے ریل میں تازہ چند کلام یہ ہے۔
ہے ان کا یہ زبان ہے جسے رزکا جاسا نہ پتا ہو گیا ہے لیکن بعض طبیعتیں شاید
اس سے مطلب نہ ہوں کہ اسے مناسب معلوم کرتا ہے کہ ان کے اچھے کلمے کا یہ
کی تاریخ کے متعلقہ صنعت کے کلمے کو پیش کر دیا ہے۔ ان کی اصل عبارت اور
اس کا کلمہ یہ ہے۔

(a). The Aryan Migrations.

The Aryan People.—Before the Aryans entered India the country was peopled by a mixture of races. Among them were the primitive Negroes, who ranked low in society, and were compelled to do dirty and menial work. They were the descendants of the earliest inhabitants of the country. Above them were the more advanced Kols (Australoids), and the civil and Dravidians. They were distributed among many independent tribes that lived in those parts of the country which had been made habitable by the cutting and burning down of forests.

The Home of the Aryans.—The Aryans arrived in India from the north-west. Historians are not agreed with regard to their original dwelling place. According to some they lived in the Danube valley, according to others in the plains of Hungary and Bohemia. Some believe that the Arctic region was their original home, others Central Asia. Some scholars think that the Aryans were not invaders at all, but were the inhabitants of India from the beginning. On the whole it appears most likely that they lived originally in the temperate zone along the northern shores of the inland seas from the Aral to the Black Sea, a temperate grass-land region fit for the habitation of a pastoral and nomadic race acquainted with agriculture.

The Character of Migrations.—The Aryans, who emigrated from their original home, came in successive waves to India. They crossed over the passes of the Hindukush into Afghanistan, and entered India through the valleys of the Swat, the Kabul, the Kurram and the

لنگ لنگ محنتوں میں رہنے سے خصوصاً سامی نسل (وفاؤں) کے شعوبہ و قبائل کی نگہ
کے میدان اور ان کے قدیم درجہ و تہائی کی نشاندہی کر دی ہے اور آخر میں جدید
و ثری تحقیقات کے حربے سے بنی اسرائیل یا سامی نسل یا جہاؤں نے صلیب سے
مذہبی امتیاز و برتری کو واضح کر دیا ہے کہ بنی میں قدیم زمانے سے ایک ان
دیکھے خدا کی مستی کا اعتقاد موجود تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے یہ الفاظ
یہ ہیں۔

”سامی قبائل کا اصلی سرچشمہ مصر سے عرب کے بعض شاخ واپ
 علاقے تھے جب اس پشتے میں نسل انسانی کا، انی بہت بڑھ جاتا تو
 طرف میں پھیلے لگتا۔ یعنی قبائل کے جملہ عرب سے نکل کر اطراف
 و جہاں کے ملکوں میں منتشر ہونے لگے اور پھر جدید صدیوں کے
 بعد نیا رنگ و روپ اور نئے نام اختیار کر لیتے۔“

۱۔ شاید اسالی قبائل کا تشہا پہ کرہ ارمی کے دو مختلف حصوں میں ایک
دقت جاری رہا اور نہ رہا۔ مابعد کی مختلف قوموں اور قبیلوں کا بیابانی
میدان بنا۔ صحرے گولہ کے سرچشمے سے وہ قبائل نکلے جو صدیوں پہلے
ایڈمویڈ میں آسٹریلیا کے نام سے پکارت گئے صحرے عرب سے
وہ قبائل نکلے جن کا پہلا نام سامی برٹ۔ دوسرا نام ہے شمرناہوں کے
سجہم ہیں مگر جو گھٹیا ۔۔

۱۔ الفج ہے کہ عرب سے سرحدوں کی علاقہ میں سے جو آج کل صحرایہ عرب کہلاتا ہے بلکہ قدیم حجاز فیدہ نواں ہے ان تمام ملکوں کو عرب کا عریضہ جزا آج کل تاریخ میں مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں وہ لفظ ہیں مختلف رنگوں میں دکھائے جاتے ہیں ۔ خصوصاً مصر، شام، فلسطین، اردن وغیرہ کا وہ علاقہ جسے سوریہ بھی اسرائیل چورنگے کا شرف حاصل ہے۔ عرب میں شامل تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے مسئلہ خلافت اور جزیرہ العرب، الزملاء، انڈیا، اسلام آباد۔

بنی اسرائیل کا اہم امتیاز
اس مسئلہ پر ان میں بڑا فرق ہے۔
ان الفاظ میں مدد بھی دی ہے۔

• عرب قبائل کا یہاں القباب مقبرہ کی مغربی ایشیا و روم میں افریقہ کے تمام دور و دراز حصوں تک پھیل گئے تھا۔ فلسطین، شام، مصر، یونان، عراق اور سراسر ایشیاء میں سب سے بڑے و بڑے القبائلی قبائل تھے۔ عادی، ثمود، حمیر، کعبہ بنی، موہبی، شمری، عکازی، سمری، بنی عبدی، آرمینی و غیرہ نامی مختلف مقاموں پر مختلف حدود کی قوموں کے نام ہیں مگر اصل سب ایک ہی قبائل کے صنفیت سے نکلے ہوئے ہیں۔ یعنی عرب ہیں۔

ادب و سماجی اذیت کے مسئلے سے جڑ بے تمام قوموں میں سے

تعلق رکھتی ہیں۔ ایک شخصیت، مکمل و صحیح ہوگئی ہے یہی ان تمام قزوں

میں ایک سو دو کی مستی کا افسانہ اور جادو کا زمانہ ہے۔

۱۔ "قدر" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہی "لاہ" جسے میں نے کہیں

• بی " کی صورت اختیار رکھیں اور اس کی طرف کھینچنا " لکھیہ " کی صورت

سرحد بھارت وادی قصبہ

کے بعد مکشف ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت اور براہ حکما سے ملتی ہے۔

ان کو دیکھ کر مجھے یہ بات ہر لحاظ اور ہر پہلو سے درست

آج کل سے کرآریہ مہمیں ان ایسی مسل و محن' ہے وطن' ایسی رہبان ہے

اس پائنتامت کا پھر شہنشاہ اپنے دربار و مروج اپنی نصیحت و رموز

خے نور سے ظلام میں نہک جو سرے سے بالکل فضا ہے دروہوں میں بعد

100

۹۶۴
۹۶۴

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 277: 1039-1043.

درنگ زیب کی طرح گناہ کے شریک رہیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ہر ایک بہت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے میں دیر بھی جیسا دھم نہ کیا اگر یہ ظالم (افغان) ایک بادشاہی باقی رہنے دیتے تو میں شاید ان کے احکام و رسوم، دستور و رواج و عادات و عیادت و عیاد کا روڈ دنیا کے سامنے کھینچ سکتا۔ لیکن ان کی نقصان رسائی و فساد گری کی مادیات سے ایک بھی غش باقی نہ رہے۔ جو چیزیں قابل دید و پرستش تھیں ان کو تباہ کر ڈالا۔ صرف ۱۲۰۰ گناہ گشتی نے صمت ۱۳۳۱ مطابق ۲۹۵ میں تخت پر چڑھ کر دنیا اس کے عہد حکومت کرتا رہی۔ بنیاد میں مندرجہ حاصل سے یہ

دو زمانہ تھا جس پہ پتھر بادشاہ علاؤ الدین نے وقشیا سے رجم سے چٹوڑ پرستہ میں دھاوا کیا۔ مسعودی نے تمام شہر سے اردوئی اور مال و دولت سے مالا مال تخت گاہ تباہ و برباد کر دی تھی۔ ۱۳۹۸ء ۹۔ یہ مسودہ لاکر کرتے ہوئے نصرت سے ان کی طرف یہ سنگ مرمر کی دیو بنے جس پر دیوتا کی تصویریں کھدی ہیں۔ ان میں ان کے تذکرے کندہ ہیں جو ان کے معقول پتھر و پیر کرنے تھے۔ انہوں نے کہ ان پتھروں سے قدریم حالات دریافت نہیں ہو سکتے۔ اور یہ کہ تمام معقول پتھر ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں۔ و اس میں پتھروں سے اولاد و بھائی یعنی روہیتے پتھر لورے جو ہوں کا کام لیا ہے۔۔۔۔۔

یہ بھی یوں کہ عربی سلطنت سے ان کی بھی ٹیڑھ رہی۔ شیر شاہ نے چھاتی فرما کر ان سے حکومتیں چھپیں۔ یہی وینٹاؤں کی بادشاہت کے قدم چڑھ گئے۔ (صفحہ ۱۸۸۹)

قوم افغان

انھوں قوم کے مشائخ علاؤ الدین، غلام و احمد و خواجہ احمد علی، بادشاہ برکات الدین فیروز

غزلب، سب اس پر متفق تھے کہ وہ ہیں کہ افغان نسل، براہی سے درہنہ اراکلی ہیں۔ لہذا اس بیٹے کے حلال کسی غیر افغان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس میں تداخل کرے۔ اپنے آپ و اولاد کے متعلق ان کی ولادت کا کہنا دیا وہ معتبر تو ہے بہ نسبت غیروں کے اور ان لوگوں کو جو برہنہ دین کے مذکورہ عقیدے اور رائے کے خلاف سوچتے ہیں ان کو حجاب ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے سبق حاصل کریں جو ذیل میں درج ہے۔ ان خلدون لکھتا ہے کہ جس زمانے میں عرب کے وفود اسلام لانے کے لئے نبی کریم کے پاس آئے تھے تو عرب کے شاہی خاندان کا ایک وفد کندہ سے آیا۔ اس کے سردار اشعث نے اٹھائے کلام میں آپ سے عرض کیا۔

”ہم لوگ آکل المرر کی اولاد ہیں۔ در آپ بھی آکل المرر کے لڑکے ہیں۔ یعنی ہم اور آپ ایک خاندان کے ہیں۔“ حضرت نے یہ کلام سن کر غصے سے فرمایا۔ نہیں! ہم غریب کن تہ کی اولاد ہیں۔ نہ تو ہم ایسی ماں پر بہت گناہے ہیں اور نہ آپ سے آپ سے انکار کرتے ہیں۔“

”عرب کافی تحقیق کے بعد میری مخلصہ ندرت یہ ہے کہ ان کی اصل کے مورخان چھ نسل افغان سے متعلق ہیں ان کو بھی اپنے مبداء کے قول و اعمال و رسوم و برقیں حاصل رکھنا پڑے کیونکہ سب کے ہارے ہیں ان کی معصومات کی بہت ان کے برسنگ نہ وہ حقیقتہً خصوص در سمجھ داری پر تھے۔ وہ ہی اصل نسل عرب جاتے تھے۔ اور جیسا کہ ہم ان کے ورثہ ہیں۔ وہیں اپنے موروثی و بزرگوار کی اس وراثت پر جو سب کے باپ کے ہیں ہے۔ غیر کہ بادشاہ شہسبانی سے قائم رہا چاہئے۔ سیاست کے لئے درمیانے حربے بھی بہت ہیں۔“

غلام علیہ ہونے کے اعلان، بھٹان در عنوان سب ایک ہی قوم اور باقی نسل ہیں در حضرت۔ سب کے اولاد ہیں۔ رورہ اپنا شجرہ نسب تیس سے لگے نہیں بجا کہتے تو اس میں عیب کی کوئی بات نہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اپنا شجرہ پوری ملت میں بان کر مٹی۔

افغان بنی اسرائیل ہیں۔

ایک ماسور عام و فاضل درموش مولوی غم افغان و مسوری اپنی تصنیف
اختر صمد وید علیہ وس ر مشہورہ لکھنؤ ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں کہ :-

افغانوں کے سب پرچہ اعتراضات تم سے آئے ان کا نام یہ ہے کہ یہ لوگ
بنی اسرائیل نہیں لیکن افغانوں میں یہ شیعہ عقیدہ کی مرستہ کہ
نہیں دوش علیٰ ان کا کیا اسرائیل میں سے تھا۔ یہ بات یہودیوں اور
عیسائیوں اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ الحاد افغان حکیم کے کہ
حضرت عیسیٰ سے قریب سات سو برس پہلے ر شوریوں اور سخت مصر
بہلی نے نئی سر میل کر رہا تھا کہ کے عید اور اہل میں پہچا دیا تھا۔
اور اس حادثے کے بعد ہی، مسریل کے ماہ قبائل میں سے صرف
دو قبیلے یعنی یہود اور بنیامین اپنے ملک میں رہ گئے اور
وہ قبائل ان کے ر کلیم اشراف میں رہے۔ اور چونکہ اب تک
یہودی پن نہیں بدلتے کہ وہ قبائل کہاں ہیں اور نور نے ان
سے خطر و کتبت اور رشتہ کا قطع کیا۔ اس سے اس واقعے
یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ اکہام کار وہ قوم میں سلمان ہوئی ہوں گی
پھر جب ہم اس شخصے کو جس جگہ چھوڑ کر افسانہ کی سوچ پر نظر
کرتے ہیں کہ وہ ہے ہپ درد دوسرے قدیم سے پہنچے آئے
ہیں کہ در اصل وہ اسرائیلی ہیں تو اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں
رہتا کہ یہ لوگ انہیں جلا وطن دیں قبائل میں سے ہی جو مشرق میں پائید
مثان بنائے جاتے ہیں اور انہیں اسرائیلیوں میں سے سمیرا کی
جو ہی شکل اور پیر ہیں افغانوں سے کچھ نہیں ہیں۔ ایسے امر

کی بحث کے وقت میں کہ ایک قوم پشت پر پشت پہنچے حادثہ ان دور
سب کی دست تعلیم ملی بنی آئی ہو۔ یہ بالکل ماننا سہ سے کہ
ہر چند یہودیوں کی اس کو پانچویں صدی میں کہ ان کے مسرت کو روک دیں۔
اگر ایسا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں میں کوئی قوم بھی اپنی صحت
قومیت کو ثابت نہیں کر سکتی۔ پھر کچھ افغانان اپنی تعلیم اسرائیلی طرز پر کرتے
ہیں تو بہت ہی قریبی ہوگی کہ وہ خود وہ ان کے مسلمات قدیم سے نکلا
کیا جائے قوموں کی جانکی چٹان میں بھی کافی ثبوت اور لہجہ ان کے
نئے واضح عقائد سے کہ جو کسی قوم میں ان کے عناصر اور قومیت
کی دست مشہور واقعات ہیں ان کو مان لیا جائے۔ اور ایسے امور
میں اس سے زیادہ ثبوت ممکن ہی نہیں کہ ایک قوم اور وہ اپنی قومیت
برادری اور کثرت، انتشار نطق کے ایک قول پر شفق ہو۔ اور اگر یہ ثبوت
قابل اعتبار نہ ہو تو پھر اس زمانے میں مسلمانوں کی جس قدر قومیں ہیں
مثلاً سید اور قریش اور سعل وغیرہ یہ سب بے ثبوت اور صرف وہی
دعوت بغیر یہ کہ لیکن ہمارے سخت عقل مرگ کہ ہمیں خبر مشہور
و متواتر کو خبر یاد کریں جو ہر ایک قوم اپنی صحت قومیت کے بارے
میں تصور تاریکی، امر کے پتے پاس رکھتی ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ
کوئی قوم ہے فائدہ ان کے کیا کرنے میں مدد ہے۔ یہ وہ سب ملتا
کہ وہ ر ملکہ میں میں چاہئے کہ مسلمات کو دیکھ کر پاکٹی نظروں
اور بے رنج بائیں پاکر اصل امر کو بھی یاد کریں۔ بلکہ سبب تو یہ
ہے کہ وہ ر واد جو ر حقیقت تصور معلوم ہوں چھوڑ دیئے جائیں
اور اصل امر کو جس یہ قوم کا عقائد ہے لیا جائے۔ ہیں اس طریق
سے ہر ایک شخص کو سنا پڑے گا کہ قوم افغان ضروری سر میل ہے
ہر ایک کو خود اپنے نفس کو اور اپنی قوم کو یہ بحث رکھ کر سوچا جائے

کہ اگر وہ قوم جس میں عد اپنے نہیں داخل سمجھا جائے کوئی دوسرا شخص محض
 ہندو یا کسی دوسرے مذہب کے نہیں ہوتا ہے اس کو خارج کر دے اور تسلیم
 کرے کہ وہ اس قوم سے ہے۔ اور اس کے ان توہینوں کو جو پشت
 پر پشت کے بیانات سے معدوم ہوتے ہیں مگر مار گئے اور مجمع
 عظیم کے اتفاق کا کچھ بھی لفظ نہ رکھے تو ایسا آدمی کیسا تشدد انگیز معلوم
 ہوتا ہے۔ پس بقدر شک نہ رہے پر غور۔ پسندی۔ بددیواریاں پسند نہ
 یہ بھی نامناسب ہے کہ وہ۔ دس کی قسم تو سیت ہے جو ایک بڑی قوی
 تعالیٰ سے مان گئی ہے۔ حق کی صدا کی حالت میں کہ نہ سمجھتا ہے
 وہ ہمارے پاس کیا دلیل کہ ہم ایک قوم کے صلوات اور شفقت علیہ
 نہ کو یہ۔ اس زمانے سے رو کر دیں۔ جب ایک۔ موقوف و بدین قوم
 کے۔ اتفاق سے مجمع تو رہا گیا ہے تو اس کے بد قیاس کی گنجائش نہیں
 یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سیت سی۔ میں مضمون۔ یہ کسی کے طور پر بعض
 قوموں کے لوگ۔ اسی قومیت کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ لیکن حق لوگ
 اصول و اقوال کی وجہ سے اصل و قضا کو مگر سب سے چھوڑتے نہ مگر ما
 صفا و دوسرا ماکہ۔ یہ سب کو کر بیٹھے ہیں۔ مثلاً کہ وہ۔ مہ کے سوانح میں
 یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ مذکر کہہ سے پیدا ہو تھا لیکن سب ہم
 گوتم کے سوانح لکھنا چاہیں تو ہمیں یہیں چاہیے کہ نہ کہ وہ کی
 پیدا نشی پر نظر نہ کر مہ کے اصل وجود ہی سے نکلا کر دیں۔ اسی
 طرح جس کسی جہ۔ نہ کہ ایک معلوم حد تک سب سے بچ کر رہ جاتا ہے تو
 برہمن یا تو سب پر مگر کہے سے وہ لوگ آسمانی پیدا ہوتے ہیں اور سورج
 وغیرہ سے نہ حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہی توہین کی تہا میں چند رہی
 اور سورج ہنسی و دہشت سے متبرک و خاندان میں رہ کر کرنی یہ کہ سکتا ہے
 کہ اس کا کرنی محبت علی۔ نہ ہوگا۔ اسی طرح۔ چھ توہینوں کی ایک مثل

گنہ سی ہے۔ جو خود کر گنگا کی پیر انٹل بتاتے ہیں تو اس شخص کے بات
 سے ان کی قومیت اور دوسرے نکار کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ نویسی
 ایک بڑا نکتہ ہے۔ اس میں یہ شخص عادی استقامت پر رہتا ہے
 جو نہ تو خط و دوغوں سے پہنچ کر ہے۔ یہ عزائم بھی ٹھیک ہیں
 ہے کہ اگر اعدائے رب طبرانی اصل تھے تو اس کے ناموں میں کیوں
 خبری لفظ نہیں اور ان کا شجرہ پیش کر دے تو سیت کے بعض مقامات
 سے کیوں متکلف نہ رہتا ہے۔ یہ سب قیاسی باتیں ہیں جو قریبی تاریکی
 اور توہینوں میں سکتیں۔ دیکھو سی علیہ السلام نے قریش کے اس
 شخص کو بھی نہیں فرمایا۔ جو وہ لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہیں اگر تھے
 اور بکر چہ پشت کے باقی سے حکومت فرماتا ہے۔ مگر اسی سے یہ لازم
 نہیں آتا کہ قریش بنی اسمعیل نہیں ہیں۔ پھر جبکہ قریش جو علم اسباب میں
 بڑے مزید تھے تفصیل وار مسئلہ یاد نہ رکھ سکے۔ تو یہ قوم لغات نہیں
 میں اکثر فعلت میں نہ نہ بصر کرنے دے لگے ہیں۔ اگر انہوں نے
 اپنے سب سے کی تفصیل بیان کرنے میں غلطی کی یا کچھ صورت ملایا۔ تو اصل مقصد
 میں کیا ذوق سکتا ہے۔ اور سب تو سیت ہی کوئی ایسی شکل ہے
 جو جس شخص کا حکم رکھتی ہو۔ جو یہ نکتہ چینی خوب ہیں احمدیہ بات بھی
 صحیح ہے کہ اعدائوں کے نام طرہ پر ہیں۔ بھلا بتاؤ کہ پسند و
 واؤ دوری۔ سلیمان۔ لی اور موسیٰ علیہ علیہ یوں کے نام ہیں یا کچھ
 اور ہے۔ ان حسب یہ توں دوسرے ملکوں میں آئے تو ان ملکوں کا
 رہا بھی ان کی بول چال میں آیا۔ دیکھو عادت کے نام بھی عادی
 ملک میں جن شاد اور متکین خدا و موشاہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔
 تو کیا سب ان کو سید نہیں کہہ گئے کیا یہ عربی نام ہیں یا عربیہ
 نکتہ چینی۔ رہا سیت قابل شرم بیانات ہیں۔ ہم قوم کے توہین سے

[illegible]

سلسلے کے بعد مصنف مذکورہ کمالی دلائل اور قرائن سے ثابت کرنے کے بعد آخر میں بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”پھر جبکہ مغرب کی قوم کے سربراہوں نے اسے قرآن مجید
 میں ۔ اور مذہب و تعامل کے حوالہ پر اپنے آپ کو ان سے بے
 بس کہ وہ قوم سرائی ہیں اور یہ یاقین ان کی قوم میں واقعات
 شہرت یافتہ ہیں تو صحت ، عارفی بحث و ہم حکم کے حوالہ سے

ان کے بیانات سے انکار کریں۔ نہ یہ تو سوچنا چاہئے کہ ان کے
رواٹل کے مقابلہ پر حمایت دیتے ہیں انکار کیا دلیل سے۔ یہ ایک
قانون مسئلہ ہے کہ ہر ایک اپنی دست دیر جو چاہیں جس
سے زیادہ کی جو وہ ہی صحت کا آپ ثبوت ہوئی ہے۔ پھر جبکہ
صد سال سے دوسری قوموں کی طرح جو اپنی ہی اصیت بیان
کرتی ہیں افعال رنگ اپنی اصیت قوم ہی اسرائیل قرار دیتے ہیں
قوم کیوں جھگڑا کریں اور کیا وجہ ہے کہ ہم قبول نہ کریں۔ یاد رہے
کہ یہ ایک دو کا بیان نہیں۔ یہ ایک قوم کا بیان ہے جو ان کھنڈ اساتذہ
کا مجموعہ ہے اور پشت بہ پشت گویا دیتے چلے آئے ہیں۔

روح حان ساکن فواد کلی
تخلیل مولیٰ رطلع مردان
مرد در جہم بناسریخ عارہ پری سستہ

ایک ضروری وضاحت

گزشتہ صفحات میں آپ صاحبان نے جو مذاکرہ مطالعہ کیا وہ
 ۱۔ پچیس مشق کے اسی مدارکہ میں پڑھا گیا تھا جو یکوٹی سسٹر
 دل مولان و پشاور میں تھا۔ اس مقالہ میں صرف بعض قائل یا
 حوالہ جات کا جزوی اضافہ کیا ہے لیکن اگلے صفحے سے آخر تک جو
 مطالب آپ صاحبان مطالعہ فرمائیں گے وہ تمام اس کتابچہ کی
 ترتیب کے وقت اضافہ کئے گئے ہیں۔ یہ کتابچہ مخطوطہ ہی ہے
 کہ مطالب میں برابر جو اور تاریخیں کرام کے لئے ملاحظہ فرمائیں
 جو۔ مجھے امید ہے کہ میں ۱۹۵۱ء میں کامیاب ہو اور اس کتابچہ کی
 فوراً محسوس برمائیں گے کہ اس جیسے میں کئی نئی اور دلچسپ باتیں
 ہیں اور وہ انھیں پڑھ کر محفوظ ہوں گے۔

روشن حیات

نور علی - ضلع مردان

پشاور پاکستان

تحقیق مزید

ایک تاریخی حقیقت

موجودہ صدی کے اوائل سے قبل نظام کے متعلق اردو میں نظر بہ کتابیں
 ۱۔ یہ کتابیں کچھ عرصے سے بعض روزینہ افغان محل کا تعلق تھیں۔ یہ کتابیں
 ۲۔ بعض نے تو انرا اور غلط بیانی سے کام لیتے تھے یہاں تک لکھ کر یا کہ
 ۳۔ حاجی راجوئی ان دلائل سے جو مثبتاً جب گاہی ایک مہر سالار
 ۴۔ ایک شخص نعمت اللہ ہروی کا اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ان لوہ
 ۵۔ کی تاریخ کے چنانچہ اس نے معزول ان کے نام سے ایک کتاب لکھی
 ۶۔ جس میں پہلی بار یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ ان ساری سرائیں میں مدین کے
 ۷۔ بددی کتاب اس نظریہ کا ملاحظہ مانا جاتا ہے۔

۸۔ بعض کا مطلب یہ ہے کہ مخزن افغانی میں یہ نظریہ کہ ان بنی اسرائیل
 ۹۔ مدینہ پیش کیا اور جو کچھ لکھا غلط لکھا اور اس کا یہ تیس ہے کہ پٹان سلف
 ۱۰۔ میں عیساکر اس کے بعد وہ لکھتا ہے۔

۱۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ قائل کی ایک شے ہے۔
 ۱۲۔ لیکن نعمت اللہ ہروی کی تحریر کا یہ مطلب کیسے کل گیا کہ ان لوں کے بنی
 ۱۳۔ ان ہونے کا نظریہ غلط ہے، اس خیال میں پیچیدگی ہے نہ تحریریں کچھ اور۔
 ۱۴۔ اس اور صفات یہ ہے کہ نعمت اللہ ہروی نے تاریخ کی ایک حقیقت
 ۱۵۔ صدقات سہلی، بحریہ میں ضبط کر دی اور وہ مات جو سینکڑوں برس
 ۱۶۔ باب قومی روایت کی حیثیت سے مشہور ہے۔ یہی تھی کتاب میں لکھ دی۔
 ۱۷۔ جس درست ہیں کہ مخزن افغانی میں پہلی بار یہ بات لکھی گئی۔ جیسا کہ آخر میں

ہر قدیم ترین تاریخ

سید عبدالجبار شہداء صحابیؒ کی نگاہ میں ہے کہ ا۔

الف: جو زمیں میں جس نے مسکے دیں وہ چودویں کی قدیم تاریخ اسکے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں روپنی تعریف کی گئی ہو یہ کتاب میں نغیہاوس کے ساحل قندو یعنی مشرق سے برصغیر و امیں جانے والے یہودیوں کے جنس میں لکھا ہے کہ دس قبیلے دیاتے فرات سے اُسی پار آبِ حیات آباد ہیں اور ان کی بعد و شمار ہے ہاچہا دریا سے فرات سے اُس پار مشرق میں ملک دارم اور اس کے مشرق میں علاقے یعنی خراسان و افغانستان اکشمیر، تبت، ہندو اور چین مراد ہیں۔

چند اندارج تا بہ بحث انصراف ہائی کتاب کے حوالے سے وہ ہندو لٹریچر میں بھی لکھتے ہیں۔

سچی اسانکلی، بھارا، سوا اور خیر کے تعلقہ علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے۔

انگریزی اس حقیقت کی واضح نشان دہی ہے جو متعلق ہے کہ علاقہ حیات ہرگز نہیں
ابتدائی علاقہ میں پیدا ہونے والے دینی بنی اسرائیل آباد ہے جو بعد میں مسلمان ہو گئے اور
شریعت محمدی کو اختیار کر لیا اور سینکڑوں پختون، خٹک، پشیمان وغیرہ مختلف
قبائل سے انہوں نے دنیا میں بڑا نام پیدا کیا اور شہرت کما سوائے چاند ساروں
لیکن خوب چمکے۔

(۳) شاہ کا ہندو بیت اور شاہی پشاور

جس کا غلط کام، سرکار اور اس سے منسلک ادارے پشاور میں منقذی قاعدہ میں
کے بیانات اور ان کے بیان کردہ مشجرہ ہونے کی وجہ سے انھیں سے منقذ قاعدہ
سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سربراہان میں۔ گویا ان کو اس نائب افسر نے دھوکا دیا ہے۔

تحقیق کا بہت مشاقق تھا۔ وہ علاقہ بہت جڑوں پر جوڑا ہوا تھا۔ پشت اور
کوستان عورتوں کی مغربی یا ماریٹیم یا دقت کوٹ کے مشرقی
پہاڑوں تک یعنی بیشا پور سے لے کر کوٹ قلعہ تک کے علاقہ تھا، ان
لوگ رہتے تھے، آج قابلہ، اور ان کے ساتھ کافی وقت گزریں، ان کی تحقیق
کے بعد میں نے لکھا کہ :-

۱۰ یسوع مسیحی یروشلیم کے پھاڑوں میں جو یہودی رہتے ہیں وہ بتدائی
رہیں، مسیح (مصلح) اٹھ اٹھو اور میرے (مصلح) کے حق سے تیار بن جاؤ۔
میں نے یہودیوں سے کہا کہ یہودی رہتے تھے، اور وہ (مصلح) اور وہ (مصلح) سے
یہودیوں کے ساتھ وہ (مصلح) کے وقت یہودی مسلمانوں کو شریعت کی نئی قبول
کر لیں تھے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے، اور یہودیوں کے ساتھ
مصلح کے آباء اور والدین سے یہودیوں کے آباء اور والدین

[illegible]

وہ لکھتا ہے کہ میں پہلے یہود آباد کیے تھے مگر یہیں نبوت نضر نے بہت افسوس

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

وہیں آئے۔ پشاور کی فصل موسم رے مسجد ۳۰ تا ۳۱ میں سبج علی اور اسی کے
 بد و بہت تقسیم ہوا۔ اس کے بارے میں نہایت مفید معلومات حدیث کی ہیں۔ اس
 کے چند تفصیلات یہ ہیں۔

۱۔ آخر کار غرضوں اور مشرہ بن کی تکیہ رھو پشاور میں تہید و کارل سے
 ایک شہر شیعہ علی نام پیدا ہوا۔ یہ شخص اپنے وقت میں سرگرد و قوم اور
 معاہدہ فہم تھا، مردمان قوم افغان کہ اس کے اقوال و اعمال
 پسندیدہ معلوم ہوتے تھے، اکثر لوگ اس کی اطاعت - دوران
 نہ تھے قوم افغان کے غرض و غرض ہمیشہ اپنے گھر عزیزتاریت میں
 اس کی طرف رجوع کرتے اور فیصلہ جات میں اس کے سرور کو منکر
 حاکم مادر جات تھے اس کے ملاک - مہی - مہی - مہی - مہی
 قطعات چارہا تین ہزار کے بعد ہر ایک قطعه کو ہر ایک تہید
 کے قبضے میں چھوڑ دیا۔ ہر شیش قطعات چارہا نام سے موسوم و مشہور
 ہوئے، یہی ملک یوسف زئی، ملک محمد زئی، ملک محمد گلیانی
 ملک داؤد زئی، ملک علی، ملک محمد، اور اسی طرح سے
 قبائل مذکورہ کا بھی قطعات مسطور ہیں، البتہ قبیلہ حاکمہ اس وقت
 شامی ملک محمد علی اور بھٹنہ قوام مختلف ہے۔ عرصہ دراز
 سے تہید ہندوئی اصل ملائی تہید - اس زمین کو چھوڑ کر کوہستان
 میں حاکم از ضلع تہید کو حقیق ہوئے، چونکہ وہ زمین مقبوضہ سرور
 دس، مٹی اس لئے حاکمہ، رکھا گیا، تقسیم شیعہ مذکور اس قدر معتبر
 اور مشہور ہے کہ اب تک ہر شیش پر گمہ مذکور میں سرانیک ملک زمین
 ملو کہ چھوٹی کو بنام و تر شیعہ علی یاد میں لایا ہے اور افغانی پاس ملت
 شیعہ علی غافل ہیں۔

پھر ان کے کھنڈا ہے کہ -

۲۔ جب قوم افغان یعنی یوسف زئی، گلیانی، محمد زئی، داؤد زئی،
 خلیل، محمد، علاؤ الدین اور اسی کے ہوتے تو ان کے درمیان
 میں برائی مقسم نہیں تھی، اور حصص مقیم تھے، البتہ ان میں
 نقد و فساد و سبب ہونے کا خطرہ ہمیشہ رہتا تھا، ترویج علی سے قوم
 مذکورہ کے مختلف فرقوں، عیوں کے درمیان ویش یعنی تقسیم
 برائی کا مشکل مسئلہ رہا، اصول یہ مل گیا کہ - ہر ملک اسی اصول پر فیصلہ
 جات و زمین ہوتے رہتے ہیں۔ اس موہد نے حیثیت، زمین کو نہیں دیا
 بلکہ ہر ایک خاندان اور قبیلہ کی تعداد کا لحاظ رکھ کر ایسے حصے مقرر
 کیے کہ قبائل کی اصل مکالمہ کے بعد وہی ان حصص میں فرق نہیں آتا
 ایسی طریقہ پر دوائی مدد ملت کر دیا ہے کہ جس میں کسی طرح جھگڑا
 نہیں اٹھتا، اس وہ سے شیعہ علی کا نام، افغان قبائل میں ہمیشہ کے
 لئے نمایاں رہے گا۔ بدولت تقسیم برائی ہر فرقوں کے لب پر عروج
 موصوف کا نام ہو گا۔

شیخ علی موہد تقسیم برائی سے تہید یوسف زئی کی ذیلی شاخ کا زئی اقامت
 ستر سے متعلق ہے، اس کی اولاد اور خاندان واسے اس وقت مراضات کا کھڑا
 ٹوپی، سین، ضلع مردان میں اور نیز جگہ جگہ ضلع ہزارہ میں آباد ہیں۔ اس
 وقت کا ایک مہر رہا ہے کہ شہر تخت کوہی، اڈو سے نہیں ڈیلے، کا زئی اور سید علی
 ابتدائی تقسیم میں یہ لوگ سوات میں آباد تھے، خصوصاً شیعہ علی، زمین کا تہید کا زئی
 موضع مائیگی میں رہائش پذیر تھا، شیعہ علی نے مائیگی میں وفات پائی اور ان کے بچے
 کے ماسک مصالح کے پیش مطر سوات کے حین درمیان حد میں دلی کیا گیا۔ سوات
 حاکمہ ملت مائیگی -

تجربہ نسب یہ ہے - شیعہ علی ہی پیرک بن چار سہ بن کا بن تھو بن منو
 بن سدر بن ثوی بن خندہ بن جسے بن قد بن حوشون مشرہ ہی افغان اسرائیلی -

موتیوں کی نام ہے جسے اردو میں "کرسوبون" کے نام سے یاد کیا ہے اور اسے ماہرین سوری کے دور حکومت کا جو اوائل اسلام میں تھا۔ ایک نامور شخص تھا ہر کیا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

بیکہ نامور پتقی اور اندرون جوں و بدہ سے نام اور کرسوبون
 ہن کر سوبون شیخ مل کا جہد (عاشق نور) حافظ رحمت جانی ص ۵۹
 سح مل تقسیم۔ یہ بھی کائنات جہاد رکھے کے علاوہ ایک سیاسی مدد و منتظم
 ورتیل جبریل سے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک بے شاغ و لہذا ایک بے شاغ
 بھی تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کا تعلق تہذیب و تمدن میں دوک میں تھا جو ان میں
 نکلیں تھیں اس میں سے ایک تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کا تعلق تہذیب و تمدن میں
 کتبوں کا ایک ہی نام تھو سب سے۔ یہ کتابیں ہیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کا تعلق تہذیب و تمدن میں
 رصراہ سالہ ہر ایک کتاب میں لکھا ہے۔

شیخ علی یوسف رنی جس نے "متع سوات" نامی ایک تاریخی کتاب
 سلم کی شکل میں لکھی ہے، چونکہ شیخ علی اپنی قوم کا رہیں تھا اور
 سوات کا علاقہ انہوں نے خود فتح کیا تھا، پشتو زبان کی
 یہ اولین کتاب ہے اس کے سوا پشتو کی تحریر یا آواز اس سے قبل
 کا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ کتاب اس وقت برٹش میوزیم
 لندن میں موجود ہے۔

عبد السلام خان عمر خیل روہیلہ یوسف رنی اپنی تصنیف "سبب اعافہ" میں
 صفحہ ۹۰ پر لکھتا ہے کہ:-

"پشتو زبان میں پہلی کتاب ستر کی صورت میں "متع سوات" شیخ علی نے
 تصنیف کی تھی۔

اسی صفحہ ۹۰ پر لکھا ہے کہ یہ تصنیف شیخ علی میرے ذاتی انتخاب و مین
 میری لائبریری) میں وضع (یعنی موجود) ہے۔

تیسری کتاب "تاریخ شیخ علی" کے نام سے مشہور تھی جسے ایک انگریز نے

۱۸۹۵ء میں مقام چکدر و سوات کسی کے پاس دیکھ کر ذکر کیا ہے رکھتا ہے
 شیخ علی نے انھیں قوم کا شہر و نسب ال کے علاوہ دشمنوں سے تعلق کر کے اس
 کے مطابق اور معنی کو تقسیم کیا۔ غالباً اس تقسیم کا کام سنہ ۱۸۹۵ء سے شروع ہو کر چند برسوں میں
 پایہ تکمیل کو پہنچا تھا۔ جب انگریزوں نے یہاں اعلیٰ اولیٰ کے سرخاندان کے محمد اور بااثر
 لوگوں کے بیانات سے اور انہوں نے بددوست کا کام اہل بخروں کے مطابق کر دیا
 چاہا حالانکہ اس وقت تک شوروں کو بنائے ہوئے اور تقسیم اور معنی پر مدد یا مددگار تھے
 لیکن نہ انگریز نے اسے تو میں سے کسی ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا بلکہ ہر قہید
 اور اس کی شائع ہے اس شجرہ نسب کی تصدیق کر دی۔ تاریخ پشاور میں لکھا ہے کہ علاقہ
 پشاور کے اراکین جو لوگوں کے سامنے دیگر تہذیب کو وہ شجرہ نامے سبب لیا پیش کیے تھے انگریزوں
 نے ان کے سامنے سے تھیں ان کا ایک اور انہیں مسترد کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس اپنے درہنہ
 شجرہ نامے نسب مردوں میں ہمیں شیخ علی سے مراد کیا ہے۔ ہم صرف اہل شوروں پر عمل کریں گے
 چاہے حکومت نے ان کے پیش کردہ شجرہ نامے نسب ہی کو صحیح تقسیم کر دیا اور بددوست شجرہ
 کا کام اسی بنیاد پر مکمل ہوا۔

اس بارے میں علی ایسا ہی ہے، قبائل اور خرویا خیل کے بیانات اور شجرہ نامے نسب
 اور اس کے مطابق تقسیم اور معنی کا ریکارڈ اس وقت تک محکمہ دار کے پاس پشاور میں اور
 اس کے علاوہ ہر تحصیل اور ہر ضلع میں محفوظ رکھا آ رہا ہے۔ خوش قبائل اور خرویا خیل کے یہی ہی
 ثبوت کافی ہے کہ وہ سوا اعلیٰ انھیں اور اسلوب ملی میں۔

شیخ علی نے قوم کے مشورہ سے اس شجرہ کو جو سرائی افغانوں کا ہے حضرت یعقوب خان
 سے حاصل کیا اور تقسیم کا کام بھی انہوں نے اس وصیت کے مطابق کیا جو حضرت یوسف علی نے بیان
 مواب میں اپنی قوم بنی اسرائیل کو کی تھی اور بددوست بنوں نے اسے عمل میں لایا تھا چاہے بددوست
 علی اور اس کی قوم افغان قبائل اسرائیل سے تھے اور انہوں نے اس وصیت کو ہی "کے تہذیب
 ہونے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے مفتوحہ ملک کو تقسیم کیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ بددوست قبیلہ و قوتوں میں ہی حکمت کے نام سے مواب کے مددوں یا

ملک موآب جو شام کے علاقہ شرق اردن میں واقع تھا، میں آباد تھے۔ ہند اور باشتوکان
 موآب کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ خطہ جو کتاب مقدس میں مثنیٰ، عزرا، نحمیاہ اور
 یرمیاہ (۲۸) میں مذکور ہے۔
 کتاب مقدس کی کچھ عبارت سے موآب کے محل وقوع کا یقین بھی ہو جاتا ہے۔
 "پھر جس دن موآب کے سیدانوں میں جو یہودیوں کے مقابل درپائے اردن
 کے کنارے واقع ہیں، حوئی سے کہا..."

۱۔ کتاب مقدس، کنفی، صفحات ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱

ہند، نبی پخت موآب سے مراد وہ اردو پخت یعنی پختون ہیں جو علاقہ موآب کے
 باشندے رہے ہیں۔

۲۔ شیخ سعدی، سطرہ بنی اسرائیل

ایک اور تاریخی روایت ایک عدنانی سردار شیخ سعدی اسرائیلی کی پیش کی جاتی ہے۔
 اپنے نام کے ساتھ بنی اسرائیلی لکھا کرتے تھے۔ منتخب اسرائیلیوں ان کے متعلق ایک واقعہ کا
 ذکر کرتے ہوئے ملاحظہ فرما دیں گے۔

"شیخ سعدی بنی اسرائیلی کا کہنا ہے کہ شام کے شہر دمشق میں ایک کزنہ، جو مختلف یسوعیوں
 سے گہری، انھوں نے نہایت معید اور بلند مرتبہ کن میں بھی تعریف کی ہیں
 امام غزالی کی تعریف "جو اس قدر ان پر ایک شرح میں لکھی ہے، کہ انھوں نے
 ان کو ہرگز شکوک اور ان سے پرچھا، تم کس قوم کے ہو، انھوں نے برست
 کہا، انھیں داعوں کی قوم سے، ان کی یہ بے تکلفی بادشاہ کو شری ہند آئے
 اور رخصت کیا؟"

۳۔ خون سلاک و خون سباک

اخون سلاک، ربر اور خون سباک کا شجرہ نسب جو انھوں نے خود مرتب کیا تھا

اور مجھے کتابچہ کی شکل میں اپنی اصلی حالت میں اس حادثہ کی ایک حائق سہمتی بی گزرد
 مست نور احمد شاہ موصیٰ کلکھو، ضلع بڑاں، سے ان کے دو دو اکثر عام سرداروں کی
 رسالت سے ملے۔ کتابچہ کا نام "شجرہ نسب قوم اخون سباک پختان قدرتی سے اس
 میں ان کا شجرہ ایک سو پندرہ پشتوں میں موجود ہے۔ حضرت یعقوب، ناصر بن انیس
 پہنچتا ہے جو سہیل اس کی بچہ میں درج ہے۔ اخون سلاک، ملک کا شجرہ ان کے پوتے
 فیض شاہ نے یوں درج کیا ہے۔

"فیض شاہ بن عبد الرحمن بن ملک، ان شاہ بن شاہ حسین بن میاں اظہر شاہ

بن محمد صابن گوراد یا بن اخون اشرف بن اکبر شاہ معروف بدخون سلاک"

اخون سلاک اور ان کے بھائی پیر عمر جو اخون سباک سے بھی یاد کئے جاتے ہیں
 اخون درویش اور اس کے ساتھیوں کے سمیت تھے۔ اخون سباک اور ان کے
 بھائی خون سباک کے متعلق اخون درویش اپنی تعریف نامہ میں لکھتے ہیں۔

"اس وقت اعداؤں میں ایک قاضی بن گیا تھا، جسے جب ان میں ایک عالم فاضل ظہور
 میں آتا تو اس کو وہ میرے اور میرے پیر کے مقابلے میں مباحثہ کے لیے لاتے چنانچہ ایک
 روز پیر عمر (خون سباک) اور پیر چالاک (سلاک) سردار بدخون پیر لا اعلان ملک سے جو
 اس وقت میں آئے تھے ان کو کہنے چاہا کہ ان کو اور میرے پیر کو مباحثہ کے لیے بدخون
 اخون درویش کے اپنے احاطہ میں"

"تا کہ اسے پیر عمر پیر چالاک پیر درویش اور ان کے پیروں، انہوں نے خلیفہ

دری محمد ریدہ برومند مردم اپنی دیار جو سند کہ انہوں نے رویشنا را

یکجا سارہ۔ حضرت شیخا سکوت و درپردہ بقصد نگہار جابل

سے طرح پریم۔۔۔ حضرت شیخ برخص سہمت و صلوات اور

قبسم منورہ۔"

(تواریخ حیات رحمت خانی اشاعت سوم، شہر اسلام، ۱۹۹۱ء، ۸۶۶)

اور میں مخالفت کے وجود و دونوں فریقوں میں ماضی مسئلہ پر تھی تھے کہ اعلان بنی اسرائیل پر اندرون ممالک کے ترغیب سے بھی راستہ جو نبوت کے پیچھے جاتی ہے کہ وہ خود ہی اسرائیل میں ممالک اور اعلان کے دونوں ایک ہی شخص کے مختلف مقام ہیں۔ جبکہ اگر ماضی مباحثہ لکھتے ہیں

علاء الدین شہید - مسودہ درگاہِ عجمیہ، لاہور، ص ۱۱۱

میتز میرید : علان پیکو صاحب پرده که مرادش در متکلم بر مصداق است

سدوم در قریب بحر مدیترانه می باشد و در طرف شمال است -

رخت اولیاست

۴۔ انخون پیچو اور انخون در ویزہ

اگر خدائے تعالیٰ در اٹھن دلدیرہ کے آپس میں بھی تعلقات پہنچے نہ تھے جیسا کہ ان دونوں صاحبان کے ایک خاص معتمد میر احمد شاہ رضائی اپنی تصنیف تھکۃ الاولیاء میں اُسے دیکھنے والا میں لا شعور ہی طور پر بیان کرتے ہیں جس کا مجموعہ یہ ہے :-

۱۱۱؎ یہاں سپہ علی ترمذی کی دوسری جگہ، چونکہ وہ جوہر

علاقہ یوسف پور کی جسے بہت درجہ ترقی ہوئے موصیع اکبر پور میں اعلیٰ چمک کے

پاس ملاقات کی غرض سے آئے تو یہاں غولہ بھی ورہاؤں کے معتقدین سے کچھ

انصاف ہو سکی، بلکہ ممکن نہ بنتے کہ باوجود کسی فرد سے اس سے بات

سرنا تک ٹھہرا نہیں کیا۔ اعلیٰ طوفان درویش یہ مایہ سہ سلوک دیکھ کر

مزید انتظار کیے بغیر مدنی درجہ ہی میں وہاں سے نکل کر پشاور

مرد نہ ہو گئے، یہاں کے بعض اشخاص پاور کل کہہ اُسے جاتے ہوئے

اور تک پیچھے سے دیکھتے رہے۔

یہ بھی تعجب کہ بات ہے کہ احسن درویش نے اپنی تصنیف "ذکرۃ الابرار و
لامسار" میں جو شخصہ ہیں حقیقہ پر مبنی ہیں، انہیں بخراکون ذکر نہیں کیا ہے۔

الان پھر مجھے مقال پر حوا و مصال ہی ہندوؤں کی شہیدیت یاد آئی کہ ہوا

میں نے یہاں سے مرید بن گیا ہوں، احمد علی صاحب، شیخ عبد علی شیخ و محمد

معروف کا صاحب شیخ عبدالغفور عباسی چل گزری، وہ غیر مسلم سب

جماعت پر حاضر تھے اور پھر انہوں نے جونینو کے بڑے بیٹے میاں

حشر :- جس سے وہ مشین بھی کرا دیا لیکن اس سے پہلے میں اور اس کا نام ہو قح

محمد تقی میرزا و میرزا کاظم خان میرزا محمد حسن خان میرزا علی محمد خان میرزا علی محمد خان میرزا علی محمد خان

صحیحہ مند اور بشااور میں مقیم تھے اور انھوں نے انھوں کے انتظام کے تحت رہا

آخر سال، بعد ایک رات کو جاگ بھڑک اٹھے۔ درجہ کو انتقال کسے۔

(مجموعہ - ماہوار نمبر) (اولیاد و صلوات ۳۶ - ۳۹)

ابن ماجہ، مسلمات اور آپس کی رنجشوں کے باوجود تاریخ گوہ سے کہہ ان میں

اس کے سبب کے بارے میں کوئی عقاب اور مزاح نہیں پا یا جائیگا، سب (صحابہ) پر

یہی کہ اغصابہ بنی اسرائیل ہیں۔

۷- با خرید انصاری اودا خون در وینزه

اسی دروازہ سے اسی تعریف تہذیبہ الامراء والاشترار میں اعلیٰ درجے میں ایک عظیم

کی ہے اور جسے دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے کہ ان بنی اصولی میں آپ یہ

بدی العزوب پر مامانوں^{۱۹} کے مرید خاص تھے۔ یہ مذکور اکٹہ اب اسی کے ایسے

شہنشاہِ ہند کے دورِ حکومت میں نکمیں لگی تھیں انہوں نے بھی اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ

دوڑیں صحابہ ان ہاتھوں پر تھک چکے تھے، ان کے ساتھ احمقانہ فتنے رہے، اور کئی منافق

میں نے اپنے حمایتی کہ بائیز پر غور اور رہائی کے رہنما، افغان قوم کے عاشقوں اور بہادر گوسایوں سے

مگر اس میں اختلافوں کے شجرہ نسب بارے میں کبھی اختلاف نہیں ہو۔ شجرہ نسب پر

یہ ہے میرا ماننا (اور نہ ہی انکار کیا)۔ اس معنی میں ان کی حالتی حسیہ کہ دوسرے میں پھر

ماغریب و صبح کی بات کی رپیں جیسے کہ نئی نو میں ہاتھ سے پورے ہوا تھا۔

آگے جن کر لکھتے ہیں۔

”کل افغان نسی مسلمان ہیں در لغز مورخین کے بیان کے موافق۔
اسرائیل کی نسل سے ہیں۔ ان کا نام اعلان لفظ اللہ سے مشتق ہے۔“

۱۵۔ مولانا غلام حیدر

مولانا غلام حیدر موصیٰ علیل نزدیکیہ تحصیل موزی کٹر پڑھنے والے ہیں صاحب
علمی کے دوران موصیٰ دہلی میں جو علی سے کسبِ علم کے واسطے صاحبِ شرف
واقع ہے مقیم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”ایک بار مجھے قعدی مارا، پڑھنے کے دوران
بغِ شہر چلے۔ اٹھائی بیس کے چند ریسوں سے سامنا ہوا میں نے ان پر اس
خیال سے سلام کیا کہ وہ اعلان ہیں لیکن بعد میں معلوم ہو کر وہ یہودی ہیں اور
ان میں ایک شخص جس کا نام اسحاق تھا زیادہ مجھ سے تھا۔ بوجہ کچھ اور کثرتِ شریعت
ہوئی۔ تنہا سنے گئے اس علاقہ کا لغز سمجھ کر فارسی میں اٹھ گئی اور افسار
کی تار کاج اور سب کے ہاتھ میں کٹ کرتے ہوئے کہا کہ اعلان لوگ حضرت یعقوب
کے بیٹے خیامین کی ملاوٹ ہیں میرے ہاں کہہ کر مزید کہا کہ اسرائیلی بھی ہیں۔ اسحاق
نے جواب میں کہا۔“

”شہرِ مروجہ اور ولایتِ ہما میں سہی جگہ سزائی نہیں جہاں کہ شہر
مروجہ دروزہ راہی کہ رستریستہ موسوی رستریستی از سلسلہ اسرائیلی
دور شدی و سب ترک شریعت موسوی نامہ دوم تھا اسرائیلی محی گویم۔“

۱۶۔ مولانا احسان الحق صاحب

جناب احسان الحق معروف صاحب حق صاحب موصیٰ یعقوبی تہہ دراز کا
ہے کہ وہ بغرضِ ریاضت اور علومِ عثمانیہ اخیر شریعت میں مشغول ہیں مقیم تھے کہ ایک
روز علیل کے دوران چند ساتھیوں کے ہمراہ یہاں سے گئے اور کچھ خاص

پر آب گھاؤں تھا۔ کچھ لوگ بیٹھے نظر آئے وہ ہر دم بھی گئے۔ دیکھا کہ ایک موزی
آوی جا پاؤں پر بیٹھا ہے سر پر کلا اور اسی ہی رنگی پہنی ہے مائی آدمی پتھروں ک
چوکوں پر بیٹھے ہیں ہر دم سے پوچھا کہاں کے رہتے ہو۔ ہم سے کہا پٹھان ہیں
اور موزی سے غلط کہتے ہیں۔ ان کو شخص سے کہا۔ شہر میں مسلمان۔ تو
یہ نئی پڑھتے پھر کہا

”پٹھان ایک عظیم قوم ہیں سرِ پل سے جس سے سینکڑوں سال تمام
شہرستان پر حکومت کی ہے۔“

”مار سے پوچھے۔“ ہر دم نے شاید وہ چھوٹ ہیں اور پتھر و سارے بیٹھے
موسے لوگ سدو، ہندو، مسلمان، بدھت کو تھا کہ کہتے ہیں جیسے کہ ہمارے یہاں
عالمِ اصحاب بالک صاحب ہوتے ہیں۔“

۱۷۔ چند دیگر اہم تاریخ

”مکے مدد اور ہشت سے، موزیوں میں جھوٹے ہی تاریخ ہیں
لغات کے منسلک، تیار اور تاریخی حقیقت ہر دوشی ڈی سے دھان صاحب کو
ہے کہ افغان سل کے علاقے اسرائیلی ہیں یہاں عرب چند ہم تواریخ کے نام
دق کیے جاتے ہیں۔“

”تاریخ و شیعہ“ حقیقت افضل حال جنگ و صلوات اعلیٰ تصنیف دروزہ
خان ناغہ مار کی بکھن حقیقت قاضی اعلاء اللہ خان مروجہ سرچھوٹی بیڈر اور
دور تعلیم موزی سرور تاریخ بوسن رفی اعلان ”تصنیف قعدی و سنی مروجہ
انج اناور“ تصنیف موزی عبد المجید خان تاریخ حریفہ خان ”تصنیف شیر محمد خان
گند، پورہ“ ”فرک اعلان“ ”شوکت افغان“ وغیرہ وغیرہ اس طریقہ کے
حالی بر زمین موزیوں میں سے مروجہ جوڑے لیکچر بیڈر موزی سرور و بیڈر
خاص خود پر قائل موزیوں یہ سب حقائق پر متفق ہیں کہ قوم پٹھان نسل ہی اسرائیلی

ی کے بعد مذکور ہی صاحب نے ال بطوطہ کا یہ بیان نقل کیا ہے ۔

” بعد از کی مہفت کے بعد تم نشی سے حافی پہنچے جو دیہات سندھ کے
کتاب ہے ایک وصورت درہن شہر ہے جس میں خوشنما بازار سے
اور اس شہر میں وٹار نامی سامری میر رشت ہے اہل کے رہنے
و سے وہ ملک ہیں جن کو سامرا کہتے ہیں ۔ ان کے اسلاف یہاں اس
وقت آباد ہوئے جب حجاج کے زمانے میں سدھ فتح ہوا جیسا کہ
مورخین نے لکھا ہے ۔ در فتح مکن عربی بن شیخ شمس دین مالدیوں
کی لڑکی قریب لے لے لے مذکور کی ان کے بڑا کبریاں تھیں تو اس کی فتح
سدھ کے مرقع پہ طرز تھے اور ” سامرا “ جس لشکر کے ساتھ تھے
جس کو حجاج بن یوسف نے اپنی مارت کے زمانے میں عراقی سے
اس مقصد کے لئے بھیجا تھا ۔“

” بطوطہ مذکور صاحب نے اپنی کتاب تاریخ گجرات میں مولانا ملا علی قاری
بلگرامی کا یہ بیان نقل کیا ہے ۔

” یہ نقطہ جو عام طور پر سندھ مشہور ہے ۔ وہ دراصل سامرا
ہے ۔ در سامرا باق کامشہور نہر ہے ۔ وگ رہے سے ” کمر آباد
ہوئے در وقت پاکر حاکم ہوئے “ تو اس کا بڑا بڑا تصنیف بطوطہ در

” مولانا عبد الحلیم شترابی کتاب تاریخ سندھ کی پہلی جلد اس قبیلے کے متعلق
لکھتے ہیں ۔ ” یہ نومسلم یہودی تھے ۔“

” مولانا کے اس بیان کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ۔ اس لیے کہ عام بلاذری
نے اپنی کتاب فتوح مہدن ” حصہ اول میں شام و عراق کے رقصات میں
شمارہ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۔ ” سامرا یہودی ہیں جنہ ان کی
دو قسمیں ہیں ایک کو بدستاب و دوسری کو کوشاں کہتے ہیں ۔ (لفظ کوشاں
کوش واعد اور اس کا جمع کوشاں یا کامان ہے)

قبیلہ یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ دونوں نسلان قبیلے ہیں جو اس
وقت وٹار نامی اور کاسی یا کاسی کوشی کہلاتے ہیں ۔ در اصل یہ ایک ہی قبیلہ کے
مختلف نام ہیں ۔ در ان ناموں سے اب بھی علاقہ بلوچستان میں آباد ہیں جو در شان
اور کوشاں کے مترادف سے سیزان کے عزیز و ہم نسل قبیلہ شمارہ بلوچستان
کے متصل مشرق میں علاقہ سندھ میں بھی آباد ہیں ۔ در مورد کے نام سے مشہور ہیں
در سندھ کے متصل بعض مشرق صوبی سندھ و بعض صوبہ سندھ میں بھی جو وطن
یہودی آباد ہو چکے تھے جیسا کہ تاریخ سندھ میں واضح ہے کہ

” ملار کا درجہ عہد رسالت کے زمانے میں کسی سردار تھا جو
یہودیوں کے قبیلہ سامری سے تھا ” صاحب اس کو حضرت محمد کی بعثت
کا حال معلوم ہوا تو سندھ قبیلوں کو یہاں اور سلطنت اپنے دی ملام
کو سپر کر کے غورکشی میں سو کر تک عہد کی صاحب رونہ
ہو انکے رستے میں فوت ہو کر ساحل میں ہی دفن ہوئے ۔“

واضح ہو کہ حضرت علیوں کے حالات پر عراق میں سامریہ نامی قبیلہ مکر
سلطنت امرید کا در حکومت بنایا گیا تھا جس کا پسند و ناپسند یہودام تھا در
اس کی ولایت پر کاسی یا کوشی قبیلہ کے سردار سسی ۔ ج کو سامریہ نامی شہر سلطنت
اور انیسویں کا بادشاہ بنایا تھا ۔ در سیکہ بروست بادشاہ گزہ ہے کہ کتاب
مقدس تواریخ حث در ناگہوں کی نقد میں فوج رکعت تھا ۔ کاسی کوشی کے متعلق
کتاب مقدس (اردو) میں کئی مرتبہ ذکر ہوا ہے در علاحدہ سوریمیدہ باب ۲۶ در باب
۲۷ ۔ باب ۳۵ ۔ باب ۳۶ در ماعوم باب ۱۰ در عنفیان باب ۱۰
طبعاً ایسٹن موساسی آنا رکلا جردہ

قبیلہ سندھ کے علاوہ یہاں سندھ و حاکم ” شکار در وولا وغیرہ بھی نہیں جلا ان
بن اسرائیلی خاندانوں کے اقیات ہیں ۔

” ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ حیدر و غم میں لکھتا ہے کہ ”

کسی گری حرم راجہ جی کی نگہ مر کھتا ہے اور کہ میں (ہندوستان کے شرق
 جسے کہہ دیتا ہوں) واقع ہے یہودی میں شہر میں نہ مانہ قدیم سے رہنے لگا ہوا ہے
 مئی کے بعد ہے۔ کہتے ہیں کہ قو قاعہ رسی شہر میں یہاں یہودیوں کی مسجد
 کے بٹے آئے تھے۔

۸۔ بائبل میں رقم ہے کہ

”تو مرسوں حضرت مسیح (ع) کی تختا ایک مدت تک خراسان، افغانستان،
 میں تبلیغ کرتا رہا، بعد میں وہ ہندوستان چلا گیا اور مالابار کے یہودیوں میں تبلیغ
 کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ مدراس میں گیا اور وہاں شہید کر دیا۔ یہ وہ قو قاعہ
 میں دلی ہوا جس کی زیارت وہاں موجود ہے اور اس پر شہر اگر جاسا ہے۔“

۹۔ عیسائی علماء اس پر متفق ہیں کہ جنوبی ہند میں جہاں مسیح کے تباری تو ما
 کی قبر موجود ہے وہاں اسرائیل قبیلہ موجود تھے جس کی تاریخ کا بھی پتہ پانچوے کے
 لئے لومارسوں ملا اور وہاں شہر لائے تھے۔ (۱۔ لومارس ملا ۲ ص ۱۲)

۱۰۔ اسی طرح کثیر کے متعلق بھی پادری برکت لڑنے پر اعتراض کیا
 ہے کہ یہاں ہندو عیسائی آباد تھے اور تاریخی طور پر ثابت کیا ہے کہ
 لکھنؤ اور کثیر میں اسرائیلی قبائل آباد تھے۔ (۱۔ تاریخ کلیسا ص ۱۲۷)

۱۱۔ اس مسئلہ میں شام کے ایک مشہور مورخ ۱۲ بیان اپنی میں نقل کرتا ہوں تاکہ
 اپنی علم عبرت اس پر تحقیق کیا جا سکے۔ اس میں ایک بڑا شعر پیش کیا ہے
 جو یہ لکھا ہے کہ یہ شہر کا دوسرا نام ہے۔ دوم۔ پارخیا یا فریسا میں جس کا نام اس
 وقت ہارستان اور اس کا موقعا قریب ہے میں یہ اہل عدالت عالموں کی موجود تھا ہے
 جس سے نعمات شاہر کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ مذہب ہی سے گزرا ہوا
 و طوبت عیسوی قبول کر چکے تھے۔ (۱۔ ص ۱۲۷) (۲۔ ص ۱۲۷) (۳۔ ص ۱۲۷)

۱۲۔ یہی کلیسا، شہر دیسا (فرطان) میں اس کلیسا کی میا دوسری صدی

عیسوی کے آخر میں پڑی تھی۔ بعد کی صدیوں میں یہ کلیسا عساکر اور عرب کی یونانی
 روایات سے مصلحتاً تبدیل ہو کر عساکر چھوڑ کر کلیسا کے متعلق سے ہی
 تعبیرات اختیار کر دیں۔ جیسے وہ سلسلہ جاری رکھا جو اصطلاح میں تفسیر (ماہر) کہتا
 ہے۔ ”پیشینا“ جیسا کہ وہ تفسیر اپنا لکھی۔ پیشینا اس وقت سے عیسائی سرکاری
 تفسیر مانی جاتی ہے۔ سرکاری کلیسا کا پہلا ماسرو بیت فرعون ٹرس۔ سرپیل
 تھا جس شخص شام کے عقب سے مشہور ہے۔ قریب شہر عیسوی میں پیدا
 ہوا اور شہر۔ عیسوی میں وہاں پانی اور وہی شہر بھی تھا۔ اس سے سرکاری
 (۱۔ ص ۱۲۷) جیسا کہ آپ شام میں مذہبی گیتوں کی مدد کی و حاکم ہی
 نظام جاری کر کے کامیاب اور عقائد فریسا میں (شام) میں پیدا ہو چکا
 ”دیبا“ یا ”پا“ اس سے درنگا کو اور مر لا۔ یہ درنگا ایک عظیم الشان
 سرکاری یونیورسٹی بن گئی۔ سرکاری کلیسا کی شام میں موجود تھا۔ تسموہ در وسط
 شام کے دوسرے مقامات پر پھیلی عیسوی کے وسط میں قائم تھیں۔ ”تاریخ شام
 ۱۲۔ ص ۱۲۷) جیسا کہ صاحب فہرہ دلی نور ”تاریخ کلیسا“ لکھتے ہیں۔

۱۳۔ حضرت عیسیٰ کے عری تھوہ اور تھوہ اور تھوہ کو ترکستان
 افغانستان اور ہندوستان کو آئے۔ انہوں نے جہاں جہاں مذہب عیسوی میں
 داخل ہوئے۔ حضرت فریسا کے ظہور سے قبل مسرتی مقام میں دیسا بیت موجود تھا
 اور چل موی تھی۔ مذہم کے بعد نہیں رہا۔ یہی وہ مقام ہے جس میں
 شریف نے گیا اور سلطان جو گیا اور اس وقت وہ بھولی تھا۔

۱۴۔ یونان یا پشتون قوم کا اصل درہاں تھا۔ اہل وطن مئی اسرائیل سے سے
 جنہیں، شورویوں اور باہل والوں نے یکے بعد دیگرے مئی کے وطن شام و ر
 کے علاقہ سے نکلے ہوئے کر دیا تھا۔ اور جس کی آہ و یا مشرق میں نوح باہل
 کے علاقہ یوان اور ترسان کے علاقوں سے لے کر دیسے سلسلہ کی وادی تک
 میدیوں یعنی آریاؤں کے درمیان پھیل چکی تھیں۔

یہ قوم پہلے شریعت موسوی اور پھر ہدایت عیسوی پر قائم تھی اور جب
 ان تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اسلام آئی تو مسیحیہ اسلام ہو گئے۔
 اعراف عیسائیت و ہندو دیت اس پر یہ لوگ قائم تھے جس شکل کو نہ بھلا
 سکتی تھی جس کو اسلام سے نہ کھایا اور عیسوی و ہندو تعلیمات کو صحیح جامہ
 پہنا کر ان کو یائے تکمیل تک پہنچایا۔ اسلام کی بدولت ان میں نئی زندگی پیدا ہوئی
 اور مسیحیہ موسوی شیخ عیسیٰ و دینی خصوصاً متناہدین محمد موسوی کے دور امتداد
 میں وقت طو یا دیر میان کے منزل پہنچوں سے مشرق کی طرف درمیانے سفر
 کی لادنی تک مس مارے نکلتے پر جہاں جاسا ساسیوں اور تہذیبوں کے طبع
 کی وجہ سے یہ لوگ جھڑک کر تھے نہ تھک کر کے اور یہاں پر وہ تھے اور محمدؐ کو جگ
 رہنے کو دیا وہ پہلی بار درمیان پر جمی تھیں جس سے ساتھ ساتھ سکال اور
 آسام تک بحیثیت حکمران جا پہنچے۔

عیسائیوں کو دیکھا اعراف قوم پہلے ہندو دین عیسائیت پر بھی قائم
 تھی اور وہ مسیحیہ کی شریعت رکھتے تھے جو وہاں کی طاب سے انھیں پڑی
 کے درجہ سے پیش کی گئی تھی اور انھوں نے اسلام سے حق مانا ہم ہدایت اور
 عیسائیت کی فطرت تبدیل شدہ شکل سے موسوی اور عیسوی شریعتوں اور ان کی
 حقیقی صورت کا پتہ نہیں چلا سکتے۔ یہ تو اسلام تھا جس سے انہیں مذکورہ شریعت
 موسوی اور عیسوی کی حقیقی تعلیمات تک تھیں۔ حدیث موسوی کے حضرت عیسیٰ
 و حضرت محمدؐ کے معوت ہونے کی شجری مافی تھی و ان کے بعد حضرت عیسیٰ
 سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معوت ہونے کی نوید حاصل
 سالی اس سبب سے اعراف علماء بھلا جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ اور اس
 کے بعد حضرت محمدؐ پیدا ہوں گے چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ اس عباد کی لغت کی لوبہ
 مسرت سے اس کے منتظر رہتے تھے اور جب انہوں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ
 کی لغت کی خبر لی اسے اپنے دل پر نہیں براں لی تصدیق تو توفیق کے لئے خود

اپنے دلوں بھیجے تھے اور تصدیق ہوتے ہی ایمان لے آئے تھے۔ معلوم رہے
 کہ یہ عبارت حق حقائق پر مشتمل ہے اعراف علماء و محققین اس پر متفق ہیں۔

۴۴۔ حضرت عیسیٰ درن کے حوری۔ حضرت عیسیٰ کے صبی یا حوری
 و جواہراں کے ہم نسل و ہم زبان تھے اصدق دس سے دعوت حق تسلیم کر کے
 حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے اور ان کے علاوہ جس طائفہ سے حضرت عیسیٰ
 کی دعوت قبول کی تھی وہ طائفہ مشرق میں نقول ہی کا تھا جن کے متعلق حضرت
 عیسیٰ نے کہا تھا۔

"بجے سولہ اسرائیل صمدان کی گمشدہ بیٹوں کے در کسی کے لئے

ہیں جیسا گیا" (انجیل متی باب ۱۵)

اور حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ

"اسرائیل صمدان کی گمشدہ بیٹوں کی تلاش میں جاؤ اور ان کو جانتے

جاتے نصیحت کرو" (رواں باب ۱۰)

روا۔ قدیم سے مدنی قوم میں مسلسل یہ روایت چلی آرہی ہے کہ ان کو اپنے
 اجداد کی طرف سے بشارت ملی تھی تھی کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہم ایک شاہ
 نوردار ہوگا جو ان کی پیدائش کی مثال ہوگی اس کی تصدیق انجیل متی باب دوم سے
 ہوتی ہے کہ انھوں نے مشرق میں وہ ستارہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر نوردار
 ہونے کی خبر لی۔ اس وقت یہ لوگ شریعت موسوی پر تھے اور "عربستان" "سینہ"
 ایران اور خراسان جو سیوں کے زیر تسلط علاقوں میں جلا وطن کی زندگی گزار رہے
 تھے۔ قرأت کی راہ میں ان مذکورہ علاقوں کو مشرق کہا گیا ہے، مدنی اور مذکورہ
 کے عہد میں خراسان کو سیڈیا و پار تھیا بھی کہتے تھے۔

اپنے اجداد کی بشارت کے موجب اعراف نے اپنے علماء و مردم پر مشتمل ایک
 وفد کو بیت المقدس بھیجا تاکہ وہ اس حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی تصدیق کریں کتاب
 مذکورہ عہد یونانی زبان سے پشتو ترجمہ شدہ پیش پیش یونانی زبان میں سوسانی لکڑی

لاہور میں چوں دروغ ہے کہ

”جس وقت حضرت عیسیٰ یہودیہ کے شہر بیت لحم میں بادشاہ جیروڈیس کے عہد سلطنت کے دوران پیدا ہوئے تو جہاں مشرق سے جو کسی لوگ بیت المقدس میں ہدیہ نغرض آتے کہ وہ یہودیوں کے جدید شہر و بادشاہ کی جہتے پیدائش معلوم کریں کیونکہ ان کے کہنے کے بموجب یہوں نے مشرق میں ان کا ستارہ دیکھا تھا۔ میرا ویس بادشاہ سے جب یہ سن تو بہت پریشان ہوا اور قہر کے تمام گاہوں اور کا توب کو جمع کر کے اُن سے پوچھا کہ صبح کہاں پیدا ہوں گے۔ انہوں نے کہا یہودیہ کے شہر بیت لحم میں جس وقت میرا ویس نے نویسوں کو حنیہ طور پر اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ وہ ستارہ انہوں نے کس وقت اور کہاں دیکھا تھا وغیرہ وغیرہ۔ پھر ان کو بیت لحم بھیج دیا اور تاکید کی جیسے حادثہ اور نہایت احتیاط سے اُن کے رُکے کے راستے میں دریافت کرو اور جب کبھی تم سے تلاش کرے میں کامیاب ہو جاؤ تو مجھے بھی مطلع کرنا تاکہ میں بھی رہاں جا کر اُسے سجدہ کروں۔ انوں سے جب بادشاہ سے یہ سنا تو وہ نہ مے اور دیکھنے کہ وہی ستارہ جو ہوں نے مشرق میں دیکھا تھا اُن کے آگے آگے اوپر عاثر ہوا اور وہاں ٹکٹ گیا جہاں وہ بڑا کائنات ہوا کھڑ ہو گیا۔ یہ اُن کا وہ دیکھے پرست نزدیک و فوج ہوئے درعب کس گھر میں داخل ہوئے تو اسی رُکے کو ابی ماری مریم کے پاس دیکھا۔ اُس کے دیکھے سے بہت حوش ہوئے اور اس نے اپنے حیدر و قہر کو سوا۔ وہاں در حقیقت اُسے پیش کے۔ اُن کو وہاں کی طرف سے خوب میں خبر رسید کہ یہودیہ کے پاس نہ جائیں چنانچہ وہ دوسرے راستے سے رہیں اپنے وطن چلے گئے۔“

اگرچہ انجیل میں اس لغات و لغت کو جو کسی کے نام سے یاد کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد جو کسی کی مملکت اور علاقہ ہے نہ کہ ایک خاص مذہب یا مذہبی عقائد سے توبہ و عدل کو گروں پر مشتمل تھا جو شریعت موسوی پر تھے۔ مثال کے

نے اُن کی رہنمائی کی تھی۔ کیونکہ وہی ابن اسلام تھے۔ در وہی جہاں وطن اسرائیلی تھے۔ مگر فارسیوں کی جو کسی مملکت میں رہنے کی وجہ سے اُن کو جو کسی کہا گیا وہاں کہیں جو کسی ناسی پرست اور ان یہودی بادشاہ کی تلاش و محبت کہ علامہ احمد حسین المرکابی اور دوسرے آریک ابن خلدون قبل اسلام حصہ دوم میں صحت کا شہر پر لکھتے ہیں۔ کہ

”جس لحاظ کا ترجمہ اس مقام پر جو کسی کیا ہے انگریزی ترجمہ میں وہاں دیکھنا کا حصہ سے جس کے معنی و نا دی کہے ہیں۔ در وہی حصہ جی سے جس سے تفسیر نکلا ہے۔ مگر در حقیقت وہ لوگ جو آتے تھے جو کسی نہ تھے ملکہ قدیم حکماء کے ذوق سے تھے جو حکمت و نجوم و ریاض میں کامل اور اپنے مذہب میں مقتدا اور پیشوا کیے جاتے تھے۔“

انفرص حضرت عیسیٰ کے واقعہ صلیب کے بعد حور ہوں کی تعلیمی مساعی تیزی سے شروع ہوئی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ کی ہدایت کے مطابق جہاں بھی جلا وطن ہیں سرزبان آباد تھے اُن کے پاس پہنچے اور اُن کو حضرت عیسیٰ کا پیغام پہنچایا تھا۔ بخلاف جو میں جو دیوں کا اس غرض سے آنا کالی رات سے ثابت ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کو کوہ در پر چڑھائے جانے کی خبر ملی تو ہر ملک سے کالی رات بیت المقدس پہنچے جن میں اعلان قوم کے فائدے بھی تھے چنانچہ ان میں مذکور یہ دیوں کے اعمال باب دوم میں ارشاد ہوتا ہے کہ۔

”بیت المقدس میں مسافر یہودی تھے اور ہر قوم میں سے کہ آسمان کے نیچے آ آدمیں اور جب یہ آریائی قوسب جمع ہو گئے۔ در شعلہ مونسے اس لئے کہ ہر ایک نے یہ سنا کہ وہ میرا زبان میں باتیں کر رہے ہیں۔ سب جوش و خروش کھولنے اور حیرتگی کے عالم میں کہنے لگے کہ دیکھو وہ سب جو ایں کر رہے ہیں گلیں نہیں

نے

ہیں کیا؟ پھر ہم کس طرح ہر ایک اپنے اپنے ملک کی زبان سن رہے ہیں جہاں ہم رہتے ہیں، اہم پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی ملک یا رشتہ یا 'میدان' 'علا میان'، عروق، یہودیہ، ایکہ کیا، بطنس، آسیہ، لڑکیہ، پھولیہ، مصر، لیریا، جو کرینی کی طرف ہوتے، اور وہی صاف و زبریرہ کی تھیں، اور وہی ہم سب، اسی اپنی زبان میں اُن سے خدا کے بڑے کارنامے سن رہے ہیں۔

پھر اُن کی راہ وادریں کے ساتھ اٹھا اور ملتا وڑتا کہہ: اسے یہودیہ میں سب جو بیت المقدس میں جمع ہو اس پر کھ جاؤ اور میری باتوں پر دھیان رکھو (کچھ نصیحت کی اور پھر) کہ جلد کہ اسے امر نیو، یہاں اچھی طرح سنو کہ عیسیٰؑ ناصری بھی ایک انسان تھا جسے خدا نے اُن کی قوت عجیب، عریب کلاموں اور لٹیکوں سے ثابت اور مظاہر کیا بھی وہ اہم کارنامے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل سے تھما دیے، درمیان سرزمین دیکھنے جیسا کہ تم کو بھی معلوم ہے۔

اس ارشاد میں جن ملکوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں کئی علاقے وہ ہیں جن میں قوم فغان یعنی سابقہ بلاد طینی اسرائیلی مستر حالت میں مادیوں یا آریوں کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ سکونت پذیر تھے جیسا کہ پارنیا یعنی حرسان یا موجودہ 'افغانستان' میدان یعنی موجودہ ایرد، جاز کا علاقہ، درکد کیا بھی طبع مردان پٹ درج کیں کیا جو موجودہ تر پیرڈیم کا مشرقی حصہ ہے، اسی ملک میں اس وقت بھی فغان تباہی تباہ ہیں جن کے علاقے وہی بلاد طینی اسرائیلی تھے۔ الغرض پھر میں نے یہودی اور سرعیل دونوں کو ملک، ملک، ملک، ملک کر کے نصیحت کی کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی وہ لوگ تھے جو وہاں کے گروہ و فراع سے تھے تھے اور اسرائیلی سے مرد وہ لوگ تھے جو باہر یعنی مٹی سے آکر وہاں جمع ہوئے تھے جن میں پختون خوا کے علاوہ حکمد، و، الین جو کہ بھی شامل تھے۔

تھا، مسو، نیو، انبیاء، بلاد طینی اسرائیلی بھی پختون خوا کی اصلاح اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے ان کے پاس آئے، اس لیے ہم اس نام بھی آئے رہے

اُن کے مردات بھی پختون خوا کے مختلف مقامات پر اس وقت تک موجود ہیں۔ شواہن بطوطہ کا تعلق ہے کہ۔

”ایک میں حضرت حذقیل بھی کامر سے اس پر ایک قبہ بنا ہوا ہے جس کی ہم نے زیارت کی ہے۔“

مفسر بدو، اہل ہرات کے متعلق عبد الرحمن قلی کی تاریخ قدیم ہرات اور العاص کے حوالے سے لکھتا ہے کہ۔

”افراسان میں بہترین مقام ہرات ہے، اور اس پر مشر نیو، عیسیٰؑ اسلام نے دل سے خیر کی ہے۔“

بغیر یہ علاقے مشرقی میں درج ہے کہ۔

”سادہ کا شہر جو ہمدان اور مرو کے وسط میں خراسان ولی شہر ہے

پر واقع تھا اس کے چار میل مغرب میں حضرت شامولؑ کی کامر رشتہ

تولف تاریخ لیب باب کا تعلق ہے کہ، درکبہ و رکبہ جو ہرورس یا ساوریم کے زمانے میں ملے، اور اس کے اطراف میں بنی اسرائیل کے انبیاء حرقیل، یاسایع، شامولؑ علیہم السلام ایک وقت موجود تھے۔“

ایک اسرائیلی سی جو عاری پیچھے سے شہر ہیں باجڑ کے جنوبی علاقہ اٹھان خیل کے مقام رنگ رنگ میں دفن ہیں، اسی طرح ان میں درانیوں کی قبریں بھی ہیں ایک مقام باجکٹ میں دوسری نیگا سزی علاقہ پونیر میں درتیسری علاقہ دیر میں خیرگرہ سے نہیں ملنے کے نصاب پر موضع کہنے ڈھیر دے پٹے سے کے شمال کنار پر واقع ہے۔ مذکورہ عزازات حرام لباس میں مشہور و معروف ہیں۔

تاریخ انبیاء کا ایک اہم نکتہ

اوپر کی سطروں میں سرزمین سی اسرائیل کے جن اہل اسکے نام آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں کے پیچھے پختون سے پہلے بھی مختلف دور و مقامات میں مبعوث

جسے تھے مثلاً حضرت ایمان، حضرت شہید، وغیرہ علیہم السلام۔ اسی سے قابض
کو کسی شبہ میں نہیں پڑ جانا چاہیے۔ یہاں عرب نے یہیں ہی اسرائیل کے چند اعیانہ
کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نبی اور یہ یہ فخر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حاصل تھا
کہ وہ اپنے نام کی وحدت نصیبت تھے۔ قرآن میں حضرت زکریا علیہ السلام کو، لفظ
تعالیٰ سے یہ مشرت دی تھی کہ: **إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ** (مشرک دعاء)۔ یہ بھی تم تعالیٰ سے
مقلد سمیاد و سورہ رعد آیت نمبر ۱۷: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ**۔ تمام ان
تعالیٰ سے کہ ہے **حَرِّمْنَا عَلَىٰ سَائِرِ الدِّينِ**۔ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے۔

۴۔ یہ دریاں۔ پختہ پشتو و سامی زبانیں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی
ہیں اور پشتو یا پختہ میں سامی زبانوں کے الفاظ کثرت میں سامی زبانوں کے متعلق
مشہور مزاج و لہجہ کے نئی نکھٹا ہے کہ:-

۱۔ اشوری، قدیم بابلی، کادی، کعلی، فویقی، حبشی، آرامی، عبرانی، عربی
اور سریانی زبان جو کہ یہی ایک شجر تھی یہ سب سامی زبانیں ہیں۔ ان
تمام زبانوں کے درمیان گہری مماثلت ہے اور بحیثیت مجموعی یہ دوسری زبانوں
کے مجموعوں سے جدا گانہ ہیں، حضرت ابراہیم، صلاً، آرامی تھے اپنے ہم قوموں سے آزادی
میں بات چیت کرتے تھے اور وہی عبرانی قوم کے جد محمد ہیں۔ باوجود روئے ابراہیم
اور ان کا بیٹا اسمعیل یعنی ماں سے کہ زبان عبرانی تھی اور آپس میں اسی زبان
میں بات چیت کرتے تھے، حضرت اسمعیل نے عرب کے جوہم قبیلہ میں نکاح کیا
اور ان کی والدہ نے اپنی عبرانی زبان چھوڑ کر جوہم قبیلہ سے آرامی زبان سیکھ لی
واسطے حضرت اسمعیل کی والدہ کو عرب متعربہ کہتے ہیں۔ عربانی اگرچہ عربی تھی
لیکن اس نے بہت سی جدید زبانوں کے لئے الفاظ کی ایک قیمتی میراث چھوڑ
دی۔ آرامی زبان سامی زبانوں میں سے ایک تھی اور آرامی تاجروں نے اسے
ابتداء میں سے دور دور تک پھیلا دیا تھا۔ آرامی زبان ابتدا میں شامیوں کی تجارتی
زبان تھی، ۵۰۰ قبل از مسیح کے مس پاس یہ پورے علاقہ زرخیز میں صرف تجارت

حضارت اور سرکاری کاروبار کی زبان نہ رہی بلکہ باشندوں کی عام بولی
گئی اور اس نے اپنی تمام ہمسری زبانوں پر جن میں عبرانی بھی شامل تھی فتح کامل
حاصل کر لی، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی قوم یہودیوں کی زبان
بھی تھی، آرامی زبان کا لغو و عرب سنی چلتے تک محدود رہا بلکہ دوسرے
اختلاف ۵۰ تا ۶۰ قبل از مسیح کے مابین ترقی نہ ہونے حکومت ایران کے
مردوں کے درمیان روابط کا درجہ بن گئی تھی اس طرح سکندر کی آمد تک یہ زبان
ہندوستان و عیشہ کے درمیان علاقہ کی اسی بولی بن گئی جو ہر جگہ بولی در انھیں
جاتی تھی۔ شمالی عرب کے باشندوں نے بھی یہی بول تھی اسی سے عربی نے
عرب زبانوں، یہودیوں، اور ہندوستان میں نے آرامی سرچنے ہی سے عربی
اٹھا کر اپنی ایک زبان بن لیں، یہودی اور مسکرت دونوں زبانوں
کے حروف اصل آرامی ہیں۔ اسرائیلی جلاوطنوں میں سے جو لوگ خوشحال تھے
انہوں نے مملکت ایران میں ٹھہرے رہے، کوتر میج دی اور اس کی تصدیق یوں
ہوتی ہے کہ اس عہد کی کادہ کی دستاویز میں بہت سے عبرانی نام ملتے ہیں
نہایت چاشام

۲۔ مصر میں مذکورہ مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے:-

۱۔ ایرانی سلطنت کی بنیاد سامریوں نے رکھی تھی اس کے بنیاد کیم کی مسس
رکھوچہ یا کیمباد، اور پزورد سے ورنے سلطنت کو اٹھا وسیع کر دیا کہ سند و کش
اور دریائے سندھ کے پار سے کچھ دیکھ لے دیا ورنے تلجنگ و رنقہ
سے بحر مد تک پھیل گئی رنقہ پنج میں پہل مرتبہ وسیع خندقہ ایک مرکزی سیاسی
نظام کے تابع آیا اور یہ نہایت حکم نظام تھا۔ سلطنت کے دور نندہ جیسے
مرکوز کے لئے نظام نے ملا دیئے اور شاہی قاصدوں کے یہ جاہ کی تم گاہیں
سی ہوئی تھیں تمام مقامات میں ایک سکھر رنچ ہو گیا۔ آرامی زبان اسی پھیل گئی کہ
یہی سلطنت کی عام زبان بن گئی۔ اس عہد کی دوہری تہذیبوں سامی اور

ہندی و ایرانی کو امتزاج نہیں تو ایک دوسری ہر اثر و فشار کا موقع ضرور مل گیا۔
(تاریخ لبنان اقلپ کے حق)

حرف آخر در بیت المقدس ہر شہر و دیوار کے بعد بخت نصر کے قبضے
اور شام میں تباہی و مہابادی کے بعد بنی اسرائیل دنیا میں ہر طرف ہجرت کر کے چلے گئے
تھے یا انہیں جلا وطن کر دیا گیا تھا بنی اسرائیل کے سینکڑوں خاندان وہ تھے جو شمال
مغرب کی طرف جانے کے بجائے جنوب مشرقی ایشیا کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور
ہوئے تھے یا انہیں جلا وطن کر دیا گیا۔ یہ قبائل بھی گردش بیل و نہار سے محفوظ
نہ رہے، ان کی زندگی مختلف نشیب و فراز سے گزری، اہل بیت انہوں نے اپنی مذہبی
روایات کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ سیاسی قوت و اقتدار بھی حاصل کیا
غربت و مسکنت کی زندگی بھی گزاری اور زندگی کے زوال اور ناکامیوں کا مزہ بھی چکھا
ہاں اگر اسلام سے ظہور کے بعد ان میں ایک نئی زندگی کے آثار نمایاں ہونا شروع
ہوئے اور نشاۃ الثانیہ کے دور میں قدم رکھا "افغانستان" "پاکستان" ہندوستان
وغیرہ میں جو افغان موجود ہیں یہ دراصل انہی جلا وطن یا مجبور بنی اسرائیل خاندانوں
کے باقیات ہیں اور اسلام کے شرف و برکت کی وجہ سے تو انہیں باقیات
وصالیات کہنا چاہیے۔

دنیا کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں بنی اسرائیل کے یہ مختلف
خاندان اور گروہ جس طرح پھیلے اور جس طرح وہ اللہ کی فائزوں کے حق حشرے
یا آزمائشوں کے مختلف ادوار ان کی زندگی میں آئے ہیں اس طرح وہ اپنی قومی زندگی
میں امن و آسائش اور ابتلا و آزمائش کے مختلف ادوار سے گزر چکے اسی طرح
ان میں ایک وقت میں بھی اچھے اور بُرے اور عالم و جاہل ہر طرح کے لوگ موجود
رہے۔ قرآن حکیم کی ایک آیت میں ان کی قومی زندگی کے اس انداز کی طرف بڑا دلچسپ
اشارہ موجود ہے۔

وَقَطَعْنَا لَهُم فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِّنْهُمْ
الْقَبِيلُونَ وَبَنَيْنَا لَهُمْ قُصُوفَ دَابِكْرٍ
وَبَنَيْنَا لَهُم بِالْحَضَرَةِ وَالسِّيَابِ
لَقَدْ هُم بِرُحُومُونَ

(سورہ اعراف آیت ۱۶۸)

اور ہم نے انہیں الگ الگ گروہ
کے زمین میں متفرق کر دیا کچھ ان میں
ایک تھے کچھ اس کے خلاف (یعنی بد)
اور ہم نے انہیں اچھی اور بُری دونوں طرح
کی حالتوں میں ڈال کر آزمایا تاکہ
(وہ علیوں سے) ہڈ آجائیں۔

قرآن حکیم کی اس آیت میں بنی اسرائیل کی قومی زندگی کے جن خصائص یعنی
دنیا کے مختلف ملکوں اور خطوں میں ان کے پھیلاؤ، جماعتی زندگی کے ادوار و انتشار
اور قبضہ و اقتدار، ایک وسعت اور بے عمل و شقاوت، علم و فضل اور جاہل و نادانی
کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ پختون خاں کی زندگی میں آج بھی چشم حقیقت ہیں۔
دیکھ جاسکتے ہیں۔

اس کے باوجود کہ اس سے پختالوں کی زندگی کی بعض خامیاں تاریخ کی روشنی
میں آتی ہیں لیکن ان کی نسلی تاریخ کی یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ پختون خاں بنی اسرائیل
کی اُس جماعت کی مذہبی و اخلاقی روایات کے درخت ہیں جس کو قرآن نے "الصلوٰۃ"
کے لقب سے یاد کیا ہے۔ مگر جو ہمارے عقیدے کے مطابق تاریخ عالم
"دون ذلک" کی مثال سے بھی خالی نہیں لیکن ہم یہاں اپنے مرث اس اختصاص
کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہمارے قدیم اسلاف کو اللہ تعالیٰ نے شریعت
موسویٰ اور ہدایت عیسوی کی سکولوں میں اپنی ہدایت پر عمل کی توفیق بخشی تھی نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہمارے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی
سعادت سے نوازا اور شریعت محمدی کی پیروی کی توفیق بخشی۔ واللہ اعلم بالصواب

روشن خان

موضع لوہاں کل، تحصیل صوابی، ضلع مردان
پشاور (پاکستان)

موجودہ ۲۱ جولائی ۱۹۸۰ء

محترم روشن خان صاحب

السلام علیکم

اس سے قبل میں نے آپ کو "تذکرہ" کے بارے میں ایک خط لکھا تھا۔ اس وقت میں نے کتاب کو نہیں دیا تھا۔ وہ اب بھی آپ کو آپ کی تاریخوں پر مبارکباد دینا میں نے آپ کی معلومات اور ان کی تاریخ کے بارے میں اسے اشیاء تحقیق کی ہے۔ اور اس ضمن میں کافی کچھ کو سلجھایا ہے۔

بہ چند چیزیں جو میں آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں سرسری طور پر ان کی تفصیل ہیں۔ انشاء اللہ جب کسی وقت ملاقات ہو گی تو بہت سی چیزیں پر بحث کرنی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بارے میں مزید فائدہ کی شے عطا فرمائے۔

ابعد ہے کہ آپ جمع اہل و عیال بخیر و عافیت رہیں گے۔

نظم و نظم

آپ کا مخلص

محمد شفیع

(محمد علی خان)

جناب خان روشن خان صاحب
لکھنؤ
تحصیل سوات
ضلع سوات

تذکرہ ایک ادیب اور صحافی کی نظر میں

خان روشن خان نے صحافت کی اہلیت اور ان کی تاریخ کے موضوع پر تذکرہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا ایک ایڈیشن شریعتی پبلیکیشنز نے نکالا اور اس کا دوسرا ایڈیشن ہمارے پاس ہے۔ خان صاحب نے اس ایڈیشن میں کچھ ترمیمیں بھی کیں ہیں اور بہت سی چیزیں سے اضافہ کیا ہے۔ خان صاحب کی ایک نئی تاریخ تحریر کو مولانا محمد علی علیہ السلام کی تاریخ مطبوعات کی شہادت کی سربراہی کرتے ہیں۔ خان صاحب نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔ خان صاحب نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔

تذکرہ میں خان صاحب نے صحافت کی اہلیت اور ان کی تاریخ کے موضوع پر تذکرہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا ایک ایڈیشن شریعتی پبلیکیشنز نے نکالا اور اس کا دوسرا ایڈیشن ہمارے پاس ہے۔ خان صاحب نے اس ایڈیشن میں کچھ ترمیمیں بھی کیں ہیں اور بہت سی چیزیں سے اضافہ کیا ہے۔ خان صاحب کی ایک نئی تاریخ تحریر کو مولانا محمد علی علیہ السلام کی تاریخ مطبوعات کی شہادت کی سربراہی کرتے ہیں۔ خان صاحب نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔ خان صاحب نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔

خان روشن خان کی یہ تصنیف تذکرہ انصاریوں اور نقشبندیوں سے مراد ہے۔ اس کے علاوہ دیگر تذکرات کی کتابت و طباعت سے ان کے اعلیٰ ذوق اور سلیقے کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو سرکتاب نگار کے دانشوروں نے سراہا ہے اور اہل علم و اصحاب قلم نے تذکرہ کے تحقیقی معیار اور درجہ امتداد کا اعتراف کیا ہے۔

محمد شفیع صاحب

ایڈیٹر شریعتی پبلیکیشنز

۱۹۸۰ء کی اشاعت یافتہ ترجمان سرحد اور ملکی ایکٹس اور وائس شہر
تذکرہ و پمپانوں کی اہلیت اور ان کی تاریخ کی تاریخ پر شائع ہوا تھا، یہ مضمون ان کا مضمون ہے۔

تذکرہ

(پٹھانوں کی اہلیت اُن کی تاریخ)

تواریخ حافظ رحمت نحانی کی ترتیب کے مرتعقہ حواشی کے بعد پھالوں کی تاریخ پر

تھان روشن خان کی ایک اہم تصنیف

توام عالم میں پٹھانوں کی کون سا سب سے زیادہ شاندار رہی ہے۔ پٹھانوں کا تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل (شاخائیں) سے ہے جس میں سب سے زیادہ تاریخ ساز مسلمانوں، حکمرانوں اور العزم فاتحانہ سپاہیوں نے اپنے عہد اور خلافت کا پرچم اٹھایا۔ انھیں ملکہ فوجی اور مددگار القادریہ میں بہت قدرت کے حامل ہیں۔

حکمران احمدی کا بیشتر حصہ سب سے زیادہ طویل زمانے تک شجیان قوم کے زیر نگیں رہا ہے لیکن تاریخ کے سب سے زیادہ ادیب نے مظالم بھی میدان جنگ کے ترقی نہیں بلکہ جلا وطنی کے حادثات عظیم کی عہد شجیانوں کی تاریخ پر برسرِ کار کئے گئے ہیں۔

تذکرہ میں

پیشانیوں کے غلاتوں ان کے اکبر ان کی تاریخ اور ان کی اصل و نسب کے بارے میں
تاریخ کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کا پہلی مرتبہ علمی و تحقیقی انداز میں پتہ چاک کیا گیا ہے
اس کا مقدمہ

مشہور اور محقق ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے
 اہم تاریخی و عقلی اضافوں اور تصحیح کے بعد چوتھا ایڈیشن
 اعلیٰ درجے کا آفست پیپر بہترین کماؤ کے غور سے جلد ۲۸ صفحے قیمت ۲۰ روپے
 ملنے کا ہے۔

ملنے کا پتہ

روشن خان ایندکینی تارکوت زچول حکیم خان و سرکاجی